www.novelsclubb.com
MA
mehak_arif_official
تمناؤں
کا
تعاقب
از قلم پاکیزہ
: novelsclubb
:read with laiba
03257121842

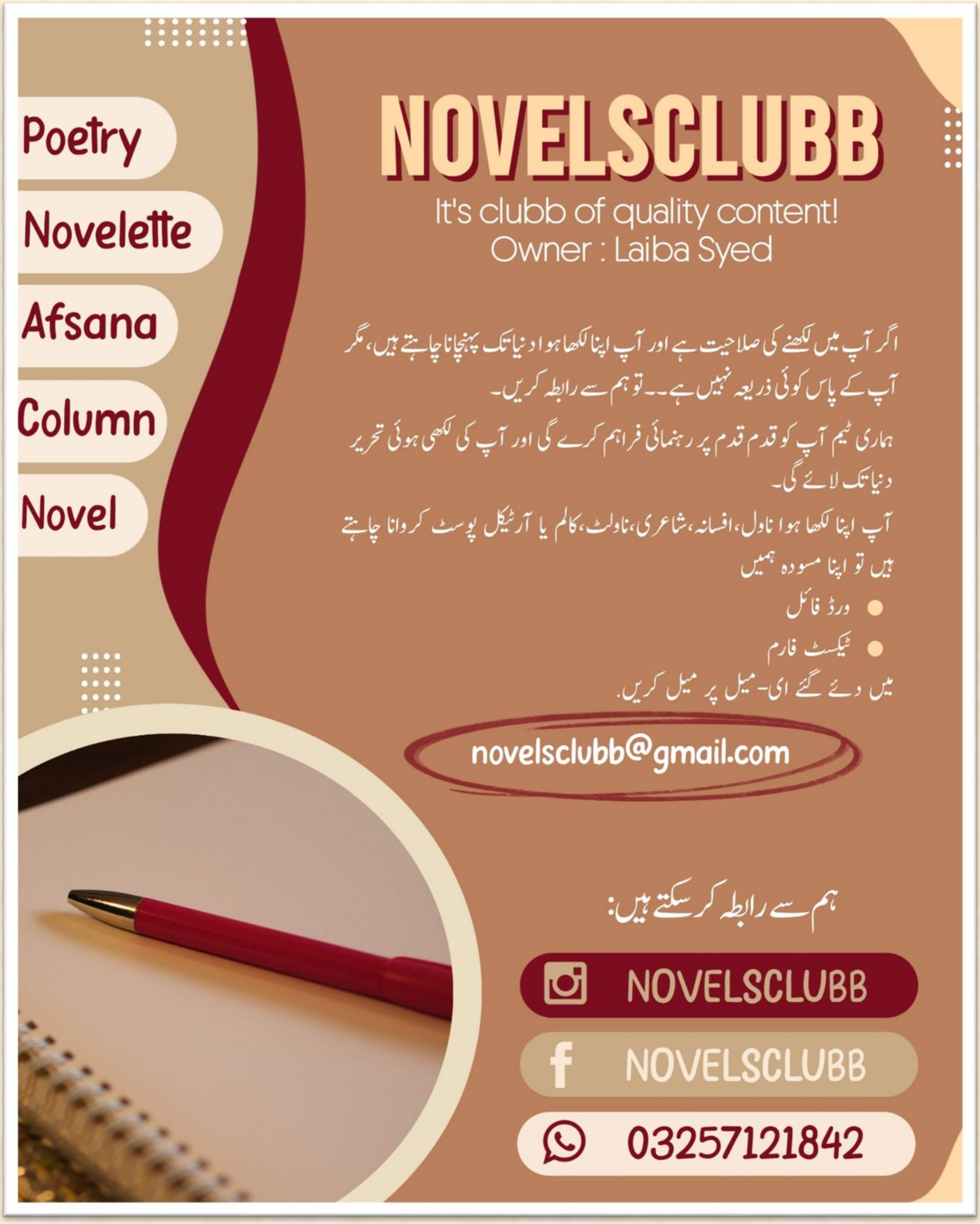
Poetry
Novelette
Afsana
Column
Novel
NOVELSCLUBB
It's clubb of quality content!
Owner : Laiba Syed
اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔
ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔
آپ اپنا لکھا ہوا ناول،افسانہ،شاعری،ناولٹ،کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں
ورڈ فائل
ٹیکسٹ فارم
میں دیئے گئے ای-میل پر میل کریں.
novelsclubb@gmail.com
ہم سے رابطہ کرسکتے ہیں:
NOVELSCLUBB
NOVELSCLUBB
03257121842

تمناؤں کا تعاقب

از قلم

پاکیزہ اسلم

ناول "تمناؤں کا تعاقب" کے تمام جملہ حق لکھاری "پاکیزہ اسلم" کے نام محفوظ ہیں۔ کہانی کا کوئی بھی حصہ کسی بھی صورت میں کسی دوسرے پلیٹ فارم یا سوشل میڈیا پر پوسٹ کرنے سے پہلے لکھاری کی اجازت درکار ہو گی۔ "ناولز کلب" کا پی ڈی ایف بغیر اجازت پوسٹ کرنا منع ہے، بغیر اجازت کہانی/پی ڈی ایف کا استعمال کرنے والوں پر سخت کاروائی کی جاسکتی ہے۔ اس کہانی اور اس میں موجود کردار محض تصوراتی ہیں۔ کسی بھی حقیقی کہانی یا انسان سے ان کا کوئی واسطہ نہیں ہے۔ کسی بھی طرح کی مشابہت کو اتفاق سمجھا جائے۔

تمناؤں کا تعاقب

از قلم پاکیزہ اسلم

باب سوم:

داستان

حرف سے لفظ، لفظ سے معنی تک

حرف کی آمد سے لفظوں کی روانی تک

ایک داستان طویل ہے۔۔۔

ان کہی سے کہی تک، ان سنی سے سنی تک

دعا جو دل سے زبان، زبان سے خدا تک

ایک داستان طویل ہے۔۔۔

احساس سے بیان، بیان سے تاخیر تک

ذکر سے تذکرہ، تذکرہ سے کہانی تک

ایک داستان طویل ہے۔۔۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

گہری خاموشی سے کنکھاتی ہنسی تک

خواب نامہ آنکھوں سے گلاب نامہ

چہرے تک ایک داستان طویل ہے۔۔۔

درد کی طویل راتوں سے، آہٹوں سے

سناٹے تک تسلی سے دلاسوں تک

ایک داستان طویل ہے۔۔۔

آنسوؤں کے گرنے سے آنسوؤں کے پینے تک

ایک داستان طویل ہے

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

یونیورسٹی آف کیلیفورنیا، امریکہ

سورج کی کرنیں ہر طرف سے لائبریری کو روشن کیے ہوئے تھی ماحول میں اس قدر خاموشی تھی کہ دھیان دینے پر سانس لینے کی آواز بھی سنائی دیتی۔ دیوار گر کھڑکی سے آتی سورج کی کرنیں اس کے چہرے پر پڑ رہی تھی اور براؤن بال مزید چمک رہے تھے۔

سر ٹیبل پر رکھے چہرے کو کتاب کی مدد سے چھپائے اس نے سورج کی کرنوں کا راستہ روکا تھا اگر کہا جائے کہ وہ لائبریری میں سو رہا تھا تو یہ زیادہ بہتر تھا اس کے ساتھ موجود کیلین لیپ ٹاپ میں مصروف تھی۔۔ کافی دیر بعد خاموشی میں کی بورڈ کی آواز گونجتی اور پھر خاموشی ہو جاتی اور ایسا کئی بار ہوا تھا۔

کیلین کو کچھ سمجھ نہ آنے پر اس نے اپنے باب کٹ بالوں میں ہاتھ چلاتے طلحہ کی طرف دیکھا جو چہرے پر کتاب رکھے سونے میں مصروف تھا ایک دم سے بہت غصہ کنٹرول کر کے اس نے گہری سانس لی اور کتاب اس کے چہرے سے ہٹائی

کیا ہم یہاں سونے کے لیے آئے ہیں؟؟ کتاب ہٹانے کی وجہ سے اس کی آنکھ کھلی اور نظریں اس کے چہرے پر گئی تھی جو دھوپ اور غصے سے سرخ ہو رہا تھا وہ یہ نہیں سمجھ سکا زیادہ اثر کس چیز کا ہے اور آنکھیں۔۔ وہ بعد کا قصہ ہے اس کی آنکھیں طلحہ ذوالفقار کے ناصرف خیالات کو بلکہ اس کی جسم کو بھی جامد کرنے کا ہنر رکھتی تھی۔

کیا مطلب آپ بھی سو رہی تھی؟ حیرت سے اس کی آنکھیں بڑی ہوئیں، سورج کی کرنوں کی وجہ اس کی گرے بلیو آنکھیں مزید حسین ہوئی تھی۔

جی نہیں مسٹر زوال۔۔۔لائبریری میں ہونے کی وجہ سے اس کی آواز مدھم تھی اور تاثرات ایسے کہ وہ طلحہ کو مار کر خوشی سے جیل قبول کر سکتی تھی (وہ یہ تو نہیں ڈیزرو کرتا تھا)

طلحہ، طلحہ کہیے نہ اتنا فارمل ہونے کی کیا ضرورت ہے آپ کو حضور،اس کی بات پوری ہونے سے پہلے وہ جلدی سے بولا وہ انگلش میں باتیں کر رہے تھے یا شاید لڑ رہے تھے آخری لفظ اُردو میں کہا تھا۔

ہنہ کیا بولا یہ آخر میں،وہ انگلی اس کی طرف کئے عجیب تاثرات سے پوچھ رہی تھی

وہ۔۔وووہ اُردو میں اس کو میم یا میڈم کہتے ہیں،ہڑ بڑا کر جھوٹ بولا،اگر وہ سچ بولتا تو پاکستان کی مسجدوں میں اس کے نام کی آوازیں گونج رہی ہوتی یقیناً۔۔۔۔

اگر میں پاکستان میں ہوتا نہ تو یہ کام میرے لیے چند لمحوں کا تھا،کیلین کی طرف دیکھتے ہوئے جواب دیا،جو مسلسل کچھ نہ کچھ سرچ کرنے میں مصروف تھی۔

ویسے اگر ہم پاکستان میں ہوتے تو تم بھی اب تک زندہ نہیں ہوتے طلحہ،جواب کے آخر میں اس نے طنزیہ مسکراہٹ دی تھی

اس نے جواب میں آنکھیں گھمائی تھی۔

ایک بات تو بتاؤ تم پڑھائی سے اتنا بھاگتے کیوں ہو، مصروف سے انداز میں جواب دیا

اس کے سوال سے طلحہ ذوالفقار کا سارا ماضی اس کے سامنے کسی فلم کی طرح چلنے لگا تھا وہ ایک لمحے میں خاموشی سے بہت ہجوم اور شور میں پہنچا تھا وہ کسی سکول کے اینول سپورٹ سیر یمنی میں تھا۔

اس کے چاروں طرف لوگوں کا ہجوم تھا ہنستے ہوئے، لڑتے ہوئے، باتیں کرتے ہوئے وہ شارٹس پہنے سٹیج پر پہلی نشست پر کھڑا تھا اس کے گلے میں اس کا میڈل موجود تھا اور وہ ہر طرف لوگوں کو دیکھنے میں مصروف تھا وہاں بہت سے والدین تھے جو اپنے بچوں کی کارکردگی پر خوش ہوتے اور ان لمحات کو کیمرے کی آنکھ میں قید کر رہے تھے۔ وہ اس ہجوم اکیلا تھا، اتنے لوگوں میں موجود کوئی شخص ایسا نہیں تھا جو طلحہ ذوالفقار کی طرف متوجہ ہو وہ آہستہ سے اپنی نشست سے ہٹ گیا لوگوں کے لیے وہ جگہ بہت اہمیت رکھتی تھی مگر اس وقت اس کو یہ محسوس ہو رہا تھا جس مقام پر وہ کھڑا ہے وہ دنیا کا عام ترین مقام ہے کیونکہ وہاں اس کے والدین موجود نہیں تھے اس کو لگا کہ اس کی کارگردگی اس قابل نہیں ہے کہ اس کے والدین اپنا کام چھوڑ کر اس کے لیے آتے اور وہ بھی صرف ایک میڈل کے لیے۔ مگر کیوں؟ وہ ایک

طرف کھڑا اسٹیج کی طرف دیکھ رہا تھا جہاں لوگ اس کی نشست پر کھڑے ہو کر تصویریں لینے میں مصروف تھے ایسا کیا تھا ان میں، کیوں کہ والدین ان کے ساتھ موجود تھے اور وہ کیوں اکیلا تھا، وہ عجیب طرح سے سوچ رہا تھا اور احساس کمتری کا شکار ہونے لگا تھا۔

طلحہ ذوالفقار زندگی میں پہلی دفعہ احساس کمتری کا شکار ہوا تھا اور پھر وہ اس کی شخصیت کا حصہ بن گئی تھی

ہیلو... مسٹر جواب دو؟؟ اس کی آواز سے وہ حال میں واپس آیا تھا کیلین کو ایک نظر دیکھتے اس نے اپنا سر ٹیبل پر رکھ دیا اس کے چہرے کے تاثرات ایسے تھے کہ وہ مزید سوال نہیں کر سکتی۔۔۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

لاہور، پاکستان

اولیو کلر کا کرتا پہنے وہ کرسی پر بیٹھی انگلیوں کی مدد سے ٹیبل کو بجانے میں مصروف تھی، اس کی حرکت کو دیکھنے کے بعد زاویار دوبارہ کام میں مصروف ہو گیا اور اس کے اگنور کرنے پر وہ مزید زور سے ٹیبل بجانے لگتی ۔

زاویار نے اکتا کر گلاسز کے اوپر سے اس کی طرف دیکھا اور پلکیں اوپر کو اٹھائیں وہ ہمیشہ کی طرح بلیک وائٹ فارمل ڈریس میں موجود تھا، شرٹ کے کف فولڈ کیے اس کی انگلیاں کی بورڈ پر تیزی سے حرکت کرتی ایک دم سے رکی تھیں۔

رئیسہ نے اس کے انداز میں پلکیں اوپر کو اٹھائی اور دوبارہ ٹیبل بجانے میں مصروف ہو گئی وہ گہری سانس لے کر دوبارہ کام کرنے لگا۔

پتہ ہے وکیل صاحب زہر لگتے ہیں مجھے اتنے ایٹیٹیوڈ والے لوگ، کرسی پر ٹیک لگائے اس نے زاویار کی معلومات میں اضافہ کیا تھا جیسے، اور اس کا اشارہ زاویار کی طرف تھا ۔

آنہہ میرا تو جیسے کاروبار ہے نہ لوگوں کو اپنی خوش اخلاقی کے سرٹیفکیٹ باٹنے کا، وہ اس کے اشارے سمجھنے میں ماہر تھا، سامنے موجود چائے کو دیکھا جو ٹھنڈی ہو گئی تھی ہمیشہ کی طرح۔

اس کا دل کیا کہ وہ زاویار کو کچا چبا جائے اس کا دیہان چائے کی طرف گیا جو ہمیشہ کی طرح ویسے ہی پڑی تھی "آخر یہ چائے کیوں نہیں پیتے؟" وہ طرف سوچ سکی

آپ ڈپٹی کمشنر کو عہدے سے نہیں ہٹا سکتے ہیں، ہمارے پاس یہ اتھارٹی نہیں ہے، زاویار فون پر کسی سے بات کرنے میں مصروف تھا اور رئیسہ اس کو سنے میں

اگر کوئی کام نہیں ہے تو میں جاؤں کیا؟ وہ مدھم آواز میں زاویار سے پوچھنے لگی۔

زاویار نے اس کو گھور کر دیکھا تھا مطلب اس کو جانے کی اجازت نہیں ملی تھی وہ دوبارہ کرسی پر ٹیک لگا کر اس کو یہاں سے وہاں چلتا ہوا دیکھنے لگی

یہ ایف آئی آرز نہیں، ضمانت کے پیپرز ہیں، ان کو ریڈ نہیں کرنا ہے جن کے ضمانت کے پیپرز ہیں ان کی بیل کروانی ہے آج آپ نے، فون بند کرنے کے بعد وہ اس کے سامنے پھر سے فائلز لئے موجود تھا وہ جلدی میں بولا تھا اس سے پہلے کہ وہ بحث شروع کر دیتی ۔۔

پر یہ تو فیملی ممبرز کو کام ہوتا ہے نہ شاید، فائلز کو دیکھنے کے بعد وہ اس کا چہرہ دیکھنے لگی۔

یہ کام فیملی ممبر کا ہی ہے پر میں کہہ رہا ہوں تو اب یہ آپ کا کام ہے محترمہ، فائلز اس کے سامنے ٹیبل پر رکھے وہ اپنی جگہ پر بیٹھ گیا

آپ مجھے یہ فضول کام کیوں دیتے ہیں ہر بار، وہ رونے والی تھی اس نے اپنا سر ٹیبل پر رکھ دیا۔

نہیں کرنا ہے کیا، عام سا انداز تھا۔

نہیں کیوں نہیں کرنا ہے نہ ،اس کے پاس اور کوئی راستہ بھی تو نہیں تھا نہ اب فائل ہاتھ میں لیے وہ آفس سے باہر آگئی، یہاں وہاں لوگوں کو دیکھتی مزے سے چلنے لگی اس راہداری میں دو شخص فون پر کسی بحث میں مصروف تھے اور وہ ان کی بحث سننے لگی

"آہہ یہ اس کی بری عادت میں سے ایک تھی "**تجسس**" اسے لوگوں کے مسئلہ حل کرنے سے زیادہ اس کو سننے میں مزہ آتا تھا"

کیا میں کچھ مدد کر سکتی ہوں، بیگانی شادی میں عبداللہ دیوانہ آدھی ادھوری باتوں کو سننے میں اس کو مزہ کہا آتا تھا۔۔

اووبی بی جاؤ یہاں سے وقت برباد نہیں کرو،ان میں سے ایک شخص بولا تھا وہ ایک سے حلیے میں موجود تھے بکھرے بال، ہاتھوں میں انگوٹھیاں پہنی ہوئی تھی۔

سوچ لو ہو سکتا میں کچھ مدد کر دوں، وہ ابھی بھی باز نہیں آئی تھی۔

بی بی ہوش کے ناخن لو منشیات کا کیس ہے چوری کی ضمانت نہیں ہے یہاں جب کوئی مرد نہیں کر رہا تو تم کسی کھیت کی مولی ہو۔

تم نے سنا نہیں کیا، کئی سلطنتیں عورت کی وجہ سے برباد ہوئی ہیں اور سلطنت کے ولی عہد بھی عورت کی وجہ سے بنتے ہیں، آدمی صرف پہرے دار ہے اور تمہیں لگتا ہے ایک عورت منشیات کا کیس نہیں حل کر سکتی، وہ اپنی بات کرنے کے بعد وہاں سے چلی گئی اس کو پتہ تھا وہ کیس اس کے پاس آئے گا

فیس کیا لو گی، وہ پیچھے سے بولے تھے وہ ان سنی کرتی اپنے راستہ کی طرف جاتی ہجوم میں گھوم ہو گئی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

آسمان پر کہیں کہیں بادل موجود تھے دھوپ کی تپش پہلے سے زیادہ تھی، گرمیوں کے آغاز کے دن تھے اس وقت بلیک رولز روئس ایک بلند عمارت کے سامنے رکی تھی اس گاڑی کو دیکھتے گارڈ حرکت میں آئے تھے وہ طلحہ ذوالفقار کی گاڑی تھی

وائٹ بٹن شرٹ کے ساتھ کیمل کلر کی جینز پہلے وہ ہمیشہ کی طرح پر کشش لگ رہا تھا۔

عمارت کے اندر داخل ہوتے ہی ریسیپشن پہ موجود خاتون نے اس کو دیکھ کر سلام کیا تھا اس نے سر کے اشارے سے مسکرا کر جواب دیا، نظروں کا زاویہ اس کی طرف نہیں تھا۔

وہ بنا دستک دیے ذوالفقار رضا کے آفس میں داخل ہوا وہ کسی سے بات کرنے میں مصروف تھے دروازہ کھولنے کی وجہ سے ان کا دھیان اس کی طرف گیا، جواب ان کے سامنے کرسی پر ٹانگ چڑھائے بیٹھا تھا۔

آفس کا انٹیریئر براؤن بلیک کلر کا تھا، پاور چیئر کے پیچھے ایک گلاس وال موجود تھی ٹیبل کے علاوہ وہاں ایک بک کبرڈ تھا، جس میں مختلف رنگوں کی فائلز موجود تھی اور کچھ ڈیکوریشن پیس کے ساتھ کافی مشین رکھی تھی۔آفس کے ایک طرف چند صوفے موجود تھے ۔۔

مجھے یہاں بلانے کی زحمت کیوں کی آپ نے؟ سوال کرتے ساتھ وہ اپنی پوکٹ میں موجود سگریٹ نکالنے لگا۔

اس کے سوال کو نظرانداز کیے وہ دوبارہ احمر سے بات کرنے لگے (احمر ملک)

"لائٹر ہوگا آپ کے پاس اوہ آپ سگریٹ تھوڑی پیتے ہیں ایکچلی میرے پاس ہے وہ میں بھول گیا تھا سوری اپ کنٹینیو کریں پلیز" اس کو اپنا نظرانداز ہونا پسند نہیں آیا تھا۔

تمہیں کتنی بار کہا ہے جب چار لوگ بیٹھے بات کر رہے ہوں تو اس کو مت جلایا کرو، اب وہ اس کی طرف متوجہ تھے احمر اب پاس موجود صوفے پر بیٹھ خاموش تماشائی بنا تھا

طلحہ نے سر گھما کر سارے آفس کو دیکھا "کم اون ڈیڈ اب آپ اتنے بھی بوڑھے نہیں ہیں کہ آپ کو بتانا پڑے کہ یہاں چار نہیں تین لوگ موجود ہیں"

اس کے جواب پر انہوں نے گہری سانس لی "تمہاری اقبال مرزا سے کوئی سیٹلمنٹ ہوئی ہے کیا" دوسرا سوال

اس نے میری غیرت پر ہاتھ ڈالا ہے جو میری اس کے ساتھ سیٹلمنٹ ہوگی؟ جواب کی بجائے وہ سوال کر رہا تھا اس کے جواب پر احمر کے کھانسنے کی آواز سنائی دی تھی

"MIND YOUR LANGUAGE TALHA"

وہ غصے سے بولے تھے۔

آپ اپنا سوال ٹھیک کریں، مجھے کچھ چاہیے تھا اور لگا کہ وہ اس کام کے لیے بہتر ہے تو بس وہی کیا میں نے، وہ سگریٹ پیتا بہت سکون سے جواب دیے رہا تھا

فیکٹری کا مسئلہ حل ہوا عثمان عالم (ڈپٹی کمشنر) نے کچھ کیا یا نہیں، وہ اس کے سوالات کے جواب اکثر کم ہی دیا کرتے تھے۔

مجھے اس معاملے میں کوئی دلچسپی نہیں ہے اور نہ ہی یہ جاننے میں کہ اس ڈپٹی کمشنر نے اپنا کام کیا یا نہیں کیا جس کام کے لیے بیس روپے کی گولی لگنی تھی اس کے لیے آپ نے بیس ہزار پاؤنڈ دے دیے میں اس میں کیا کر سکتا ہوں، اس کی آواز تھوڑی بلند تھی

ان کے کچھ کہنے سے پہلے دروازے پر دستک ہوئی وہ ذوالفقار رضا کی سیکرٹری تھی جو اندر آنے کی اجازت کے لیے کھڑی تھی اس کی آواز پر طلحہ نے اپنی سگریٹ پاؤں کی مدد سے بجھائی اور ٹانگیں نیچے کیے اب وہ نارمل انداز میں بیٹھا تھا۔

وہ آئی پیڈ کی مدد سے ذوالفقار رضا کو ہدایت دینے کے بعد جانے لگی طلحہ کا اس کے آنے پر سگریٹ بجھانا اور اس کا اپنی ٹانگ کو نیچے کرنا کسی اور نے محسوس کیا تھا یا نہیں پر اس نے کیا تھا۔

میں نے جو کیا ٹھیک کیا ابھی اتنے برے دن نہیں آئے میرے کہ میں تم سے مشورے لو اور تمہیں یہاں بلانے کا مقصد یہ کہ تمہاری اس فیکٹری کا مینیجر احمر ہو گا،ان کا لہجہ بہت روڈ تھا۔

اور اس کو اس فیکٹری کا مینیجر بنانے کا مقصد یہ ہے کہ یہ کہ میں اس کی جتنا قابل نہیں ہوں، اس کی آواز بلند ہونے لگی تھی۔

ہاں کہہ سکتے ہیں، طلحہ کی آنکھوں میں دیکھتے وہ سفاکیت سے بولے تھے بھلا کوئی اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بھی اس طرح سے کیسے بات کر سکتا ہے۔

وہ اس کے جواب پر طنزیہ انداز میں ہنسا کچھ تھا، جو اس کو بہت بری طرح چبھا تھا"میرے نا قابل اور نا اہل ہونے کی وجہ میں نہیں ہو میرے نا قابل اور نا اہل ہونے کی وجہ یہ ہے کہ آپ میرے باپ ہیں مسٹر ذوالفقار رضا"

تم شاید یہ بول رہے ہو یہ جو زندگی تم گزار رہے ہو یہ کس کی وجہ سے گزار رہے ہو،

اور آپ شاید یہ بھول گئے ہیں کہ آپ جو آزاد زندگی گزار رہے ہیں کس کی وجہ سے گزار رہے ہیں،وہ سخت لہجہ میں مخاطب تھا

اس کی بات پر ذوالفقار نے احمر کی طرف دیکھا جو ان کی طرف متوجہ تھا، طلحہ نے بھی ان کی نظروں کے زاویہ میں اس کی طرف دیکھا تھا

"اااووو تو یہ محترم یہاں تک رسائی رکھتے ہیں بقول آپ کہ اگر یہ شخص ذہین ہے تو میری ایک بات یاد رکھیں کہ ذہین لوگوں کو کبھی اپنے گناہوں میں حصے دار نہیں بناتے کیونکہ اگر وہ ذہانت آپ کے خلاف استعمال کرنے لگے تو انسان کو سر چھپانے کی جگہ نہیں ملتی"

تمہیں اس بات کی فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ مجھے کوئی سر چھپانے کی جگہ ملے گی یا نہیں ملے گی پر فلحال جو میں نے کہہ رہا ہوں وہ تمہیں کرنا پڑے گا، اب کی بار ان کا لہجہ بلند تھا اور گفتگو کا موضوع احمر ملک تھا۔

اور اب یہ آپ کے کس گناہ کی سزا ہے جو آپ میرے سر پر مسلط کر رہے ہیں، ہاتھ سے اس کی طرف اشارہ کیا۔

اپنی اوقات میں رہو اور زبان سنبھال کر بات کرو ورنہ میں لحاظ نہیں کروں گا کہ تم کون ہو ؟جواب ذوالفقار کی طرف سے نہیں احمر کی طرف سے آیا تھا

Clubb of Quality Content

"MIND YOUR OWN BUSINESS MAN IF I LOSE MY TEMPER YOU LOSE YOUR HEAD" ذوالفقار کی آواز آئی جیسے ہی وہ احمر سے بلند آواز میں بول کر آفس سے جانے لگا تھا

تم جو کرو گے سوچ سمجھ کے کرنا کیونکہ اس کے لیے تمہیں پچھتانا پڑے گا، وہ اس کی آگاہ کر رہے تھے کچھ کرنے سے پہلے۔۔

آپ کا بیٹا ہونے کی وجہ سے کچھ کیے بنا ہی پچھتا رہا ہوں تو کچھ کر کے پچھتانا ہوا تو کوئی مسئلہ نہیں ہو گا میرے لیے، جواب دیے کر وہ باہر چلا گیا اور دروازہ اس قدر غصے سے بند کیا تھا کہ اگر وہ شیشے کا ہوتا تو یقیناً ٹوٹ جاتا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

سفید گاڑی لاہور کی ایک کالونی میں رو کی تھی وہ راستے اس سے آشنا تھے گارڈ نے اسے دیکھتے اندر داخل ہونے کے لیے گیٹ کھولا وہ گاڑی پارک کرتا گھر کے اندرونی حصے کی جانب بڑھا ،اس گھر کی بیرونی طرف واپس آؤ تو وہاں سیاہ رنگ کی تختی پر اُردو الفاظ درج تھے "ملک ہاؤس" آخر وہ زاویار کی بہن کا گھر تھا وہ اس سے ناآشنا کیسے ہو سکتا تھا۔۔

وائٹ بٹن شرٹ پر بلیو جینز پہننے وہ عام سے انداز میں موجود تھا،ڈور بیل دینے کے چند منٹ بعد درواز کھلا تھا۔

وہ خاتون اس گھر میں اکثر کام کرنے کے لیے آتی تھی سر کے اشارے سے سلام کرتے وہ سیدھا مصطفی کے کمرے کی طرف گیا تھا۔

ہیلو ایگری برڈ کیا ہو رہا ہے، مصطفی اپنی ڈرائنگ بک لیے وہاں مختلف رنگوں کی الٹی سیدھی لائنیں لگنے میں مصروف تھا اگر وہاں کوئی ارٹسٹ ہوتا تو وہ ضرور خود کشی کرنے پر مجبور ہو جاتا پر زاویار اس وقت یہ نہیں کر سکتا تھا(پر وہ آرٹسٹ نہیں تھا، ہے نہ)

ناراض ہو ماموں سے،اس کی طرف سے جواب نہ آنے پر وہ اندازے لگانے لگا،وہ سٹڈی ٹیبل کے پاس گھٹنوں کے بل بیٹھ کر اس کا چہرہ دیکھ رہا تھا۔

نہیں تو پر کیا آپ کو پتہ ہے بڑے کہتے ہیں ریڈ فلیگ جیسے انسان سے بات نہیں کرنی چاہیے، وہ مصروف سا بولا تھا

کییا اا... اور یہ کون سے بڑوں نے کہا ہے آپ سے،اس کی آنکھیں پوری کی پوری کھولی تھی ،جہاں تک اس کے گھر کے بڑوں کا سوال تھا تو وہ اس سے بہتر کون جان سکتا تھا

وہ میں آپ کو کیوں بتاؤں ماما کہتی ہیں چغلی نہیں کرتے،انداز ایسا تھا کہ فری میں تو نہیں بتاؤں گا اب۔۔

زاویار نے اپنی پوکٹ سے چاکلیٹ نکال کر اس کو دیکھائی تھی۔چاکلیٹ،وہ واحد چیز تھی جو ہمیشہ یہاں آنے سے پہلے اس کے پاس موجود ہوتی تھی۔۔ معزز پراسیکیوٹر ایک بچے کو رشوت دے رہا تھا۔

ویسے آپ میرے ماموں ہیں آپ کو بتا سکتا ہوں،وہ اپنا کام چھوڑ کر زاویار کی طرف متوجہ ہوا نظریں البتہ چاکلیٹ پر تھی۔

میں بھی آپ کو یہ دے سکتا ہوں اگر آپ مجھ بتاؤ کہ آپ سے یہ کس نے کہا کہ میں ریڈ فلیگ ہوں،وہ بات کرتے ساتھ چاکلیٹ یہاں وہاں گھما رہا تھا اور مصطفی کی نظریں اس کے ساتھ حرکت کر رہی تھی

مصطفی کی بات سننے کے بعد وہ لاؤنج میں منتہا کے پاس گیا جو کچن کیبن سے کچھ ڈھونڈنے میں مصروف تھی۔وہ عام سے لباس میں ملبوس اچھی دیکھ رہی تھی ہمیشہ کی طرح،زاویار نے قریب پہنچ کر شلف سے ٹیک لگائے کھڑا ہو گیا

آپ کو پتہ آپ کے شوہر محترم کیا کرتے پھر رہے ہیں، وہ اکڑ و انداز میں اس سے مخاطب تھا۔

کیا کرتے پھر رہے ہیں میرے شوہر محترم، ٹھہر ٹھہر بولی تھی منتہا کام چھوڑ کر اس کی طرف پلٹی، اسے کام والی نے زاویار کے آنے کی اطلاع دے دی تھی۔

یہ جو آپ کا شوہر ہے نہ یہ میرے بھانجے کو میرے خلاف کر رہا ہے، ہاتھ سے دوسری طرف اشارہ کیا جیسے وہ وہاں موجود ہو۔۔

کیا کیا اب احمر نے جو اتنے تپے ہوئے ہو تم؟ وہ دوبارا اپنی مطلوبہ چیز تلاش کرنے کے لیے کیبن کی طرف مڑی تھی

نہیں آپ مجھے بتائیں میں کہاں سے ریڈ فلیگ لگتا ہوں، وہ اپنا چہرہ یہاں وہاں سے منتہا کو دیکھانے لگا تصدیق کے لیے

ہیں تمہیں احمر نے ریڈ فلیگ کہا، وہ حیران تاثرات سے اس کی طرف مڑی تھی اس کے ردعمل سے زاویار کو کچھ حوصلہ ملا تھا

آہنہ آپ کو بھی میں ریڈ فلیگ نہیں لگتا ہوں،

نہیں تو احمر کو تمہیں ریڈ فلیگ نہیں کہنا چاہیے تھا تم تو ریڈ فلیگ لگتے ہی نہیں ہو کہیں سے تم تو ریڈ سی ہو، وہ بہت سمجھداری سے اس سے اپنے خیالات کا اظہار کر رہی تھی

بالکل میں بھ۔۔۔۔،، منتہا کی بات سمجھ میں آنے وہ ایک دم سے خاموش ہو تھا اور منتہا پھر اپنے کام میں لگ گئی۔

آپی یار حد ہے کبھی تو اپنے شوہر کے علاوہ کسی اور کو دیکھ لیا کریں یار میں آپ کا بھائی ہوں وہ بھی اکلوتا، ارے آخر آپ ڈھونڈ کیا رہی ہیں، اس کو مسلسل یہاں وہاں کچھ دیکھنے کی وجہ سے اکتا کر بولا تھا

زاوی تنگ نہیں کرو۔ ہاں مجھے یاد آیا احمر وائٹ شرٹ پہن کر تمہاری طرف گئے تھے نہ کیونکہ اس شرٹ پر جو کلر ہیں میرے خیال سے وہ احمر کے فرینڈز میں کوئی استعمال نہیں کرتا نہ، وہ کمر پر ہاتھ رہے زاویار کو گھورنے لگی تھی

آآہہ مجھے یاد آیا میرا کام تھا کچھ کرنے والا میں پھر آجاؤ گا خدا حافظ، وہ آہستہ آہستہ اپنے قدم دروازے کی طرف کرنے لگا کہ ابھی موقع ملے اور ابھی بھاگ جائے

زاوی میں کچھ پوچھا ہے اس کا جواب دے کر جاؤ، منتہا سخت نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی

چھوڑے نہ آپی اتنی پرانی بات ہے اور آپ کو پتہ میرا پینٹ سے کیا کام ہے، اب وہ ایک جگہ روک کر اپنی بات سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا

مجھے بڑی اچھی طرح پتہ ہے کہ تمہارا پینٹ سے کام ہے یا نہیں ہے جب تمہارے اندر کے آرٹسٹ سے کچھ ہوتا نہیں ہے نہ تو پینٹ اکثر ایسی ہی جگہوں پر پائے جاتے ہیں اور تمہاری ہمت کیسے ہوئی میرے شوہر کی شرٹ خراب کرنے کی، ہاتھ میں کشن لیئے وہ اس کو مارنے کو تیار تھی اب اتنی بھی کیا ابزیشن کہ اپنے شوہر کے لیے بھائی کو مارا جائے (ہے نہ)

وہ تو بس ایکشن کا ریکشن تھا اور ویسے بھی آپ کے شوہر کی شرٹ سے زیادہ میرا کنوس ایکسپینسو ہے، ڈرتے ڈرتے اس نے اپنی بات ختم کی تھی اب بڑی بہن سے کون نہیں ڈرتا یار؟

تمہیں تو نیوٹن کے لاء میں سکھاتی ہوں نہ روکو تم، بولتے ساتھ ہی منتہا نے اپنے ہاتھ میں موجود کشن اس کی طرف مارا اور چند ہی منٹوں میں لاؤنج کی حالت بدل گئی تھی اور تباہی کے بعد کی خاموشی ہر طرف پھیلی تھی اور محترم زاویار ایک جگہ کھڑے خود سے خراب کی گئی شرٹ کو دھونے میں مصروف تھے۔

Clubb of Quality Content

پہلے حلیے کے مطابق وہ اب بالکل برعکس تھا سیٹ کیے بال جواب بگڑے ہونے کے ساتھ ان میں کہیں کہیں سرف کی سفید جھاگ موجود تھی شاید یہ بتانے کی ضرورت نہیں تھی کہ وہ وہاں کیوں تھی۔

احمر جو آفس کے کام سے گھر آیا تھا لاؤنج کی حالت دیکھ کر ایک لمحے کے لیے روک گیا اور آہستہ سے یہاں وہاں دیکھتے وہ آگے کی طرف بڑھا،اس نے اپنے قدم آواز کی سمت بڑھائے تھے اور اس منظر نے پھر اس کو رکنے اور ہنسنے پر مجبور کیا تھا۔

"کیا ہو رہا ہے یہاں ؟"اس کے سوال پر زاویار کا بس چلتا تو وہ احمر کو عمر قید کی سزا دیتا پر مسئلہ یہ تھا کہ اس کا بس ہی تو نہیں چلتا تھا

شٹ اپ، بہت کچھ سوچنے کے بعد وہ بہت غصے میں اس کی طرف دیکھتا صرف یہی بول سکا تھا اس کے جواب پر اس کے بالوں میں جھاگ کا مزید اضافہ ہوا تھا

زاویار بے حد خفگی کے عالم میں منتہا کی طرف مڑا تھا"آپ اس کو میرا مطلب ان کو بھی تو کچھ کہے نہ یہ کیوں میری چیزوں کو خراب کرتے ہیں چھوٹے بچے ہیں کیا؟"روندھے ہوئے لہجہ

میں کہتے اس نے اپنے ہاتھ سامنے موجود پانی میں مارے تھے اب بندہ وکیل ہو اور بحث کرنے سے باز آجائے ایسا کہا لکھا ہے

احمر، منتہا کی آواز کو سن کر ان سنی کرتا اپنی مطلوبہ چیز لے کر وہاں سے نکل گیا تھا

دیکھا، دیکھا آپ نے اس شخص کی وجہ آپ میرے پر حملے کر رہی ہیں ہر کسی کا بس غریب پر زور چلتا ہے اس ملک میں، پتہ نہیں آخر میں یہاں ہوں کیوں، احتجاج کرتے ساتھ بازو لمبے کیے احمر کی طرف اشارہ کرنے لگا جیسے وہ وہاں موجود ہو اس کی حرکت زاویار کے دل پر لگی تھی آہ بیچارے پراسیکیوٹر صاحب

منتہا کمر پر ہاتھ رکھے اب اس کی باتیں سننے میں لگی تھی وہ دونوں کہیں سے بھی وہ انسان نہیں لگ رہے تھے جو دنیا کہ سامنے وہ تھے۔

اس کی تھیوری کے لحاظ سے اب اگر انسان بہن بھائیوں سے بھی میچورٹی سے رہنے لگا تو تھراپسٹ کی ڈیمانڈ تو بڑھے گی نہ دنیا میں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

بہت سے لوگوں کی آوازوں اور شور میں موبائل فون کی مخصوص آواز گونجی تھی کالر آئی ڈی دیکھے بنا ہی اس شخص نے اپنا راستہ بدلا تھا کسی خاموش جگہ کی تلاش میں اس کے کال اٹینڈ کرنے سے پہلے فون خاموش ہو گیا تھا

اسلام و علیکم ،فون ملتے ہی اس نے بات میں پہل کی تھی

و علیکم السلام ڈی سی آفس میں ہے کیا؟

وہ جلدی ہی اپنے کام کی بات پر آئی تھی ۔۔

ہاں آفس میں ہیں اور کافی دیر تک رہنے کا ارادہ رکھتے ہیں کوئی کام تھا،حیدر چلتے ہوئے بات کرنے لگا تھا

تھا تو کام ہی اس لیے کال کی تھی لوکیشن سینڈ کر رہی ہوں بریک ٹائم میں آجانا وہاں،اس کے پیچھے سے کئی طرح کی آوازیں سنائی دیں رہی تھی

وہ کسی کیفے میں موجود تھی۔

آدھے گھنٹے کے بعد وہ دونوں اس کی سینڈ کی گئی جگہ پر اس کے سامنے موجود تھے دوپہر کا وقت ہونے کی وجہ سے وہاں کافی چھل پہل تھی وہ لوگ ایک فاسٹ فوڈ ریسٹورنٹ میں بیٹھے تھے۔۔

آپ آج کل پھر سے بے روزگار ہیں، میرا مطلب آپ کورٹ ہوتی ہیں نہ اکثر، حیدر اپنے سامنے موجود جوس کے گلاس پر انگلی چلانے لگا جو چند لمحے پہلے ان کے سامنے رکھا گیا تھا

نہیں بے روزگار نہیں ہوں میں اور کورٹ سے آج ویسے آف تھا،

اس ملاقات کا مقصد؟ جوس پیتے وہ کیفے میں موجود لوگوں کو دیکھنے لگا شاید آس پاس کچھ انٹرسٹنگ ہو

میں بور ہو رہی ہوں، لمحے کی دیر کیے بنا جواب آیا تھا

تو کیا مجھے یہاں کرتب دکھانے کے لیے بلایا ہے آپ نے، مصنوئی حیرانی سے رئیسہ کی طرف دیکھتے سوال کیا

تمہیں کرتب کرنے آتے ہیں، وہ مزید حیرانی سے پوچھنے لگی

اگر ایسے کام آتے ہوتے نہ تو یہاں نہیں ہوتا میں میڈم، اب وہ کرسی پر ٹیک لگائے بیٹھا تھا اس کو کچھ نہیں ملا تھا دیکھنے کو سوائے اس شخص کے جو وہاں بیٹھ فون پر بحث کرنے میں مصروف تھا

ظاہر ہے اس سے لیے تو تم یہاں موجود ہو اچھا اس بحث کو چھوڑو یہ بتاؤ ڈی سی کی فائلز کہاں ہوتی ہیں آج کل، جوس سائیڈ پر رکھے وہ حیدر سے بات کرنے لگی

یہ تو فائل کی نوعیت پر ہے کہ وہ کہاں موجود ہو گی آپ کو کون سی چاہیے،

پاؤنڈ والی، وہ رک کر اس کے تاثرات دیکھنے لگی

اس فائل کو تو عثمان عالم بچھڑی ہوئی محبوبہ کی طرح ساتھ رکھتے ہیں، اور معاملہ دلچسپی تھا۔۔

اور اگر وہ فائل گھم ہو جائے تو۔۔۔۔۔۔؟ ڈرامائی وقفہ

تو عالم صاحب دنیا سے گھم ہو جائے گئے، وہ بھی اس کے انداز میں بولا

مجھے وہ فائل چاہیے، وہ ایک دم سے بولی

اور مجھے شاید چلنا چاہیے، وہ بول کر جانے کے لیے کھڑا ہوا

ہم ڈیل کر سکتے ہیں، حیدر کے کھڑے ہونے کی وجہ سے اس کا سر اٹھا ہوا تھا

ناٹ انٹرسٹڈ۔۔۔اور ویسے بھی اگر ڈپٹی کو کچھ ہوا تو پولیس اس کی لاش بعد میں اور ہمیں پہلے پکڑنے آئے گی،

عثمان عالم کو کچھ نہیں ہو گا،اس کا سر ابھی بھی اٹھا ہوا تھا

اس کو کچھ ہو یا نہ ہو پر میں آپ کے ساتھ یہ کام نہیں کروں گا اور آپ میرے بغیر یہ کام کر نہیں سکتی ہیں، وہ بہت جتانے والے انداز میں بولا تھا

سیر یسلی حیدر تمہیں واقعی لگتا ہے میں یہ کام نہیں کر سکتی ؟؟اس کے چہرے کے تاثرات عجیب ہوئے تھے۔

بالکل آپ یہ کام نہیں کر سکتی، وہ بول کر چلنے لگا۔

اوکے لیٹس ویٹ اینڈ واچ اگر میں اس کے آفس میں اس کو مارنے کی دھمکی دے سکتی ہوں، تو اس کی چند کاغذوں پہ مشتمل فائل حاصل کرنا میرے لیے کوئی مشکل کام نہیں ہے،

اب وہ دونوں آمنے سامنے موجود تھے

ایکسکیوزمی ویٹر بل لے لیجئے گا اس شخص سے، وہ بلند آواز میں بولتی کیفے سے باہر چلی گئی۔

دو چار لوگوں نے اس کی طرف مڑ کر دیکھا تھا۔

حیدر بل دے کر کیفے سے باہر آیا تو بہت تیز قدم اٹھاتی اپنے گھر کی طرف جا رہی تھی شاید بات سنیں ہم ڈیل کر سکتے ہیں وہ اس تک پہنچتا، پھولی ہوئی سانسوں کے درمیان بولا اوکے میری کوئی شرط نہیں ہے کیا اب ہم بات کر سکتے ہیں، اس کے ساتھ ساتھ چلتے وہ اپنی بات کرنے لگا ۔

آئی ایم ناٹ انٹرسٹڈ مسٹر حیدر، ٹھہر ٹھہر کر لفظ بول کر وہ مزید تیزی سے قدم اٹھانے لگی تھی اب حیدر کا اس کے پیچھے جانا فضول تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

کراچی، پاکستان

سکول کے باہر بہت سی گاڑیاں موجود تھی اور وہاں چند لمحوں میں بہت سی آوازوں کے ساتھ شور بلند ہوا تھا۔ وہ سکول سے چھٹی کا وقت تھا اس ہجوم کے درمیان رئیسہ چلتی آ رہی تھی اس کے پیچھے عشاء موجود تھی وہ رک کر یہاں وہاں دیکھنے لگی۔

دانیال کی طرف دیکھتے اس نے اس طرف دوڑ لگا دی اس کے بال ہوا میں لہرا رہے تھے، ہاتھ میں عجیب و غریب سی چیزیں موجود تھی

ارے آہستہ گڑیا گر جاؤ گی، وہ گھٹنوں کے بل بیٹھ اس کے بال سنوارنے لگا

ارے چاچو نہیں گروں گی آپ ہو نہ اور یہ دیکھے میں کیا لائی، سر ہلاتے اس نے اپنے بال پھر بگاڑ لیے تھے اب عشاء اس کے مقابلے موجود تھی

اور یہ سب کس کے لیے ہے، وہ اس کے ہاتھ سے چیزیں لیے دیکھنے لگا

آپ کو پتہ ہے یہ۔سب فیضی (فیضانِ ارسلان رئیسہ کا چھوٹا بھائی) کے لیے ہے اس کو ایسی چیزیں پسند ہیں، اس کی پوکٹ منی کا آدھے سے زیادہ حصہ اس عجیب چیزوں کی خریداری میں جاتا تھا جو فیضان کے لیے کی جاتی تھی

اور ہمارے لیے کچھ نہیں لیا یہ تو غلط بات ہے نہ، دانیال نے عشاء کو اپنی طرف کرتے پیار دیا تھا وہ بہت کم دانیال سے مخاطب ہوتی تھی

پر آپ اب بچے تھوڑی ہیں یہ تو بچوں کی چیزیں ہیں آپ ان کا کیا کریں گئے یہ فیضی کو زیادہ پسند آئے گی، وہ بڑے لوگوں کی طرح دانیال کو سمجھنے لگی

ارے آپ مجھے یہ چیزیں دو تو یہ میرے کام بھی آسکتی ہیں میں بھی ان سے بہت کچھ کر سکتا ہوں، وہ تینوں بائیک پر بیٹھے گھر کی طرف جانے لگے افشاں آج چھٹی پر تھی

نہیں نہ ابھی میں یہ فیضی کو دو گئی اس کے لیے ہیں اور آپ کے پاس ان سے بھی اچھی اور پیاری چیز ہے نہ تو آپ ان کا کیا کرو گے، اپنی گردن گھوماتے وہ بائیک چلاتے دانیال کو دیکھنے لگی۔۔

اور وہ اچھی اور پیاری چیز کیا ہے میرے پاس؟ نہ سمجھی سے پوچھا گیا

وہ اچھی اور پیاری چیز میں ہوں۔۔"میں ہوں" نہ آپ کے پاس تو ان چیزوں کی کیا ضرورت ہے، کیا معصومانہ انداز تھا اس کا واللہ

اس کے جواب پر وہ بے ساختہ قہقہہ لگا کر ہنس دیے۔

مسکراہٹ مدھم سی اس کے چہرے پر موجود تھی

گھر آنے کے بعد وہ سیدھا فیضی کے پاس گئی۔ وہ اس کے سامنے بیگ اور شوز کے ساتھ زمین پر بیٹھی تھی اپنے ہاتھوں کو ٹٹولتی وہ اس کو ان چیزوں کی خاصیت اور استعمال کا طریقہ بتانے لگی تھی ۔

رئیسہ بیٹے یونیفارم بدل لو پہلے پھر کھیل لینا ان سب چیزوں سے، اس کو ماما کی آواز آئی ۔

اب وہ یونیفارم بدل کر گھر کے کپڑوں میں موجود فیضان سے باتیں کرنے میں مصروف تھی وہ دونوں اس طرح مگن تھے جیسے وہ بہت ہی کوئی ضروری چیز پر کام کر رہی ہوں فیضان رئیسہ کی باتوں کو بہت غور سے سنتا اور عجیب و غریب تاثرات دیتا تھا اور کبھی ہنس دیتا۔

عشاء ان کے موجود اپنا ہوم ورک کرنے میں مصروف تھی ان کی باتوں پر وہ سر اٹھا کر دیکھنے کے بعد دوبارہ اپنے کام میں لگ جاتی۔

ہر انسان کی خواہشات کی ایک لمبی فہرست ہوتی ہے اور عشاء ارسلان کی اس فہرست میں سر فہرست رئیسہ کے ساتھ ایک اچھی دوستی تھی۔ رئیسہ کی زندگی میں صرف دو لوگ ایسے تھے جن پر وہ بے شمار مہربان ہو سکتی تھی اپنی کوئی بھی عزیز چیز وہ بنا سوچے سمجھے اس شخص کے حوالے کر سکتی تھی مگر عشاء ان دو لوگوں میں شمار نہیں ہوتی تھی وہ صرف اس کی ایک بہن بڑی بہن تھی جسے رئیسہ جھوٹ نہیں بولا کرتی تھی وہ ہمیشہ اس چیز سے بے خبر تھی کہ اس کے راتوں کو چھوڑے جانے والا ہوم ورک دانیال احمد نہیں، عشاء ارسلان مکمل کیا کرتی تھی،

SILENT LOVE لوگوں کو ہمیشہ ایسا لگتا ہے کہ ان کنڈیشنل لو یا

طرف دولوگوں کے درمیان ہو سکتا ہے، یا وہ کوئی لڑکی ہو سکتی ہے یا کوئی لڑکا لوگوں کو اپنے

نظریات بدلنے چاہئیں نہ، ان لفظوں کا مفہوم بدلنا چاہیے وہ ان کنڈیشنل لو ایک بہن بھائی کی

محبت بھی تو ہو سکتی ہے یا بہن کی بہن سے ایک ایسا رشتہ جس کو اظہار کی ضرورت نہیں ہے

، جہاں غلطی کرنے پر معافی کی ضرورت نہیں اچھے رویہ کی ضرورت ہوتی ہے مشکل میں مدد

مانگنے پر شرمندگی نہیں ہوتی بلکہ حق سے کام کرایا جاتا اس مقام کو اس رشتے کو کسی کے فتوی

کی ضرورت درکار نہیں ہوتی، اگر آپ کا بھائی آپ کے ساتھ موجود ہو تو سوال جواب تو بہت

دور کی بات ہے لوگ جلد نظریں بھی نہیں اٹھاتے آپ کی طرف۔

اس سب کے درمیان کسی نامحرم کی محبت یا دل لگی بہت بعد کا قصہ ہے، لوگوں سے

دستبرداری بہت آسان کام پر بہن بھائیوں سے دستبرداری اتنا ہی مشکل کام ہے

اور عشاء ارسلان کی رئیسہ ارسلان سے دستبرداری تو پھر دنیا کے ساتھ ناممکنات میں تھی

۔ وہ اس کے لیے وہاں موجود ہوا کرتی تھی جہاں دانیال احمد یا کوئی دوسرا شخص نہیں ہوا کرتا

تھا اور رئیسہ ارسلان اس بات سے بے خبر تھی لاعلمی ایک نعمت ہے مگر وہ لاعلمی کبھی کبھار

Clubb of Quality Content

کسی عذاب سے کم نہیں ہوتی اور رئیسہ کی عشاء کی محبت سے لاعلمی واقعی کسی عذاب سے کم نہیں تھی

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

لاہور، پاکستان

صبح کے وقت کالج کی راہداری میں چند ایک سٹوڈنٹ ایک دوسرے سے باتیں کرتے چہل قدمی کر رہے تھے، پروفیسر کلاسز میں لیکچر دینے میں مصروف تھے۔ وہ پانچوں تیسرے بینچ پر بیٹھ مدھم آوازوں میں ایک دوسرے سے باتیں کرنے میں لگے تھے ان کی مدھم آوازیں لیکچرر کی آواز کے ساتھ بیک گراؤنڈ میوزک کی طرح سنائی دے رہی تھی۔

سنو تم سب میرے پاس ایک اچھا آئیڈیا ہے، وہ آواز شہریار کی تھی

تم اپنا مطالعہ پاکستان بند ہی رکھوا بھی شہری، اب آواز عالیہ کی تھی جو مدھم آواز اور سخت نظروں سے اس کو خاموش رہنے کا بول رہی تھی ۔

عنایہ تم سنو اس کو تم چھوڑو گاندھی کی سگی کہیں کی،

کیا کہہ ہے دوبارہ بولنا ذرا، وہ بلند آواز میں بولی تھی ساری کلاس اور پروفیسر ایک وقت میں اس کی طرف متوجہ ہوئے تھے

کوئی مسئلہ ہے آپ کو عنایہ، یہ آواز پروفیسر کی تھی جو پوری طرح اس کی طرف متوجہ تھے۔

جججج۔۔جی سر آپ ایک بار پھر بتادیں، وہ ٹھہر ٹھہر کر بولی تھی اور وہ چاروں اپنی ہنسی روکے اس کو دیکھنے میں مصروف تھے جس نے کتاب بھی غلط لیکچر کی رکھی ہوئی تھی۔

اس کے بولنے پر پروفیسر دوبارہ اپنی بتائی بات دوہرانے لگے۔

ان کی نظریں اور توجہ عنایہ کی طرف تھی اور وہ مجبور تھی سر کو دیکھ کر سمجھنے کی ایکٹنگ کرنے میں

ہم لوگ نائٹ آؤٹ پر چلے گیا، شہریار مسلسل اپنی بات جاری رکھے ہوئے تھا

تم تو معاف ہی کرو ہم سب کو، وہ چاروں پروفیسر کا خیال کیے بنا بلند آواز میں شہریار کی طرف دیکھتے بولے تھے ان کے ہاتھ جوڑنے کے انداز میں شہریار کی طرف کیے تھے

یہ کیا طریقہ ہے کلاس میں گفتگو کرنے کا، کھڑے ہو جاؤ تم چاروں، مطلب شہریار کو چھوڑ کر چاروں کیونکہ اس کی آواز تو نہیں آئی تھی نہ؟

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

سر وہ۔۔، عنایہ نے کھڑے ہوتے ہی اپنی صفائی دینے کی کوشش کی تھی

خاموش میں نے کوئی واضح نہیں مانگی تم سب سے اور دوبارہ میری کلاس میں آنے کی ضرورت نہیں، جاؤ باہر، وہ غصے سے سرخ ہو رہے تھے۔

ان الفاظ کا مفہوم ہی ایسا تھا وہ چاروں خاموش سے کلاس سے باہر جانے لگے

شہریار۔اکیلا وہاں موجود ان کو باہر جاتا دیکھنے لگا تھا۔

وہ اس ماحول کو انجوائے کر رہا تھا۔۔۔

سر سوری پر ہمیں شہریار نے ایسا کرنے جو کہا تھا کیونکہ اس نے کہا تھا اس کو آپ کی شکل نہیں پسند، ہادی جاتے ہوئے آگ لگانا نہیں بولا تھا اب شہریار کی شکل دیکھنے لائق تھی۔

اب وہ پانچوں کالج کے گراؤنڈ میں موجود تھے اور شہریار مسلسل ہادی کے پیچھے بھاگتا اس کو مارنے کی کوشش میں لگا ہوا تھا، وہ اپنا بیگ اس کی طرف اچھال کے دوبارہ پکڑ کر اس کو مارنے کی کوشش میں لگا جاتا، اسے بار بار پروفیسر کے الفاظ یاد آ رہے تھے جو اس کو مزید غصے میں مبتلا کر رہے تھے اور کچھ ان چاروں کے قہقہے تھے

کیا یہ بات کرنے کا طریقہ ہے شہریار ؟ کیا ہم نے کبھی آپ کو بتایا ہے کہ آپ ڈوبی (ہیری پوٹر مووی کا کریکٹ) لگتے ہیں نہیں نہ ؟؟ اور فی الحال کے لیے کلاس سے باہر چلے جائیں آپ، انھوں نے بہت طریقے سے چوہدری شہریار کی بہت انسلٹ کر دی تھی۔۔

رئیسہ کمرے سے فلیٹ کے دروازے تک آتی باہر موجود شخص کو برا بھلا بولنے میں مصروف تھی۔۔

اوو بھائی روک جاؤ اس کو بجانے کے بعد انتظار بھی کرنا ہوتا ہے غریب لوگوں روک جاؤ، اس کی اور ڈور بل کی آواز آپس میں مکس ہو رہی تھی

آخر، دروازہ کھولتے جو شکلیں اس کو نظر آئی تھی وہ ایک لمحے کے لیے خاموش ہو گئی

وہ چاروں اس وقت رئیسہ کے فلیٹ کے باہر تیار حالت میں موجود تھے وہ ہادی تھا، جو مسلسل بل دینے میں لگا تھا اس کے باہر آنے پر بھی ہاتھ بل پر موجود تھا

ہم نائٹ آؤٹ کے لیے چل رہے ہیں چلو، عنایہ نے دانت دکھاتے ہوئے اپنے آنے کی وجہ بیان کی تھی۔۔

رئیسہ نے کچھ بھی بولنے سے پہلے ان سب کی طرف دیکھا اور تیزی سے دروازہ بند کرنے لگی.

اس کا ارادہ جانتے ہوئے وہ سب دروازے کو بند ہونے سے روک رہے تھے۔ایک طرف وہ سب اور وہ پوری طاقت سے زور لگا کر دروازہ بند کرنے کی کوشش میں لگی تھی اور وہ سب اس کو کھولنے میں لگے تھے اس فلور میں ایک عجیب سا شور تھا جو ان سب کی وجہ سے تھا

آخر کار بہت جدوجہد کرنے کے بعد آخر کار وہ سب جیت گئے تھے رئیسہ نے ہار مانتے ہوئے گہرا سانس لیا اور دروازے سے باہر آکر کھڑی ہو گئی۔۔

او کے ٹھیک ہے اگر ہم نائٹ آؤٹ کرنے کے لیے جا رہے ہیں تو میری کچھ شرط ہیں اگر تو منظور ہے تو ٹھیک ہے میں چلوں گی،ہاتھ بلند کیے جیسے وہ سے کسی ہجوم سے تقریر کرنے میں مصروف تھی۔

بولو،وہ سب ایک آواز میں بولے تھے۔

Clubb of Quality Content

اگر کچھ بھی گڑبڑ ہوئی تو پہلی بات نہ میں تم لوگوں کو جانتی ہوں نہ تم لوگ مجھے جانتے ہو میرا تم لوگوں سے دور دور تک کوئی واسطہ نہیں اور میں کسی ہوٹل میں برتن نہیں دھوؤں گی اور بل دینے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، ڈرامائی انداز

ان سب کے ہاں کہنے کے بعد وہ دوبارہ اپنے فلیٹ کی طرف بڑھی اور وہ اس کے سامنے کھڑے ہو گئے "اب کیا مسئلہ ہے اب تو ساری شرطیں مان رہے ہیں نا ہم" وہ کچھ برہم ہوئے۔۔

میں ننگے پاؤں ہوں، میں نے جوتا نہیں پہنا ہے مجھے وہ تو لینے دو کم سے کم، اپنے پیروں کی طرف اشارہ کرتے ان کو دکھانے لگی تھی کہ وہ سچ بول رہی ہے

تم رکو ہم تمہارا جوتا لے آتے ہیں اور بل تو تم نے ویسے پے نہیں کرنا اور چابی تم ویسے ہمیشہ بھول جاتی ہو تو تم یہیں رکو ہم سب کر لیں گے، ان کو رئیسہ پر ذرا بھی یقین نہیں تھا کم سے کم اس معاملے میں تو بالکل بھی نہیں۔

دیکھو میرے ڈریس کے ساتھ میچ کرتا ہوا جوتا لے کے آنا، ان کے پیچھے وہ بلند آواز میں بولی۔۔

ہم تمہارے رشتہ دیکھنے جا رہے ہیں نا جو میچنگ جو تا لیں گے، چپ کر کے کھڑی رہو، عالیہ نے ڈانٹا تھا اس کو۔

ہاں مجھے یاد آیا میری ایک اور شرط بھی ہے کہ تم لوگ مجھے کچھ کہو گے نہیں اور اس طرح سے تو بالکل نہیں، اشارہ عالیہ کی طرف تھا

وہ سب سنی ان سنی کرتے ہوئے چلنے لگے کیونکہ اب کوئی بھی شرط ماننے یا نہ ماننے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا

کیونکہ رئیسہ کے فلیٹ کو وہ بند کر چکے تھے جس کی چابی اس کے پاس نہیں تھی

رات تین بجے کے قریب وہ پانچوں مال روڈ پر چہل قدمی کرتے ایک دوسرے کا مذاق اڑانے میں مزے سے ان کے قہقہے دور تک گونج رہے تھے، راستے میں کوئی اکادکا گاڑی گزرتی ہے اس کے علاوہ وہ سڑک بالکل سنسان تھی

بائیک پر موجود دو نوجوان ان کی طرف آتے ہوئے دیکھیں وہ اپنے حلیے سے مشکوک نہیں لگ رہے تھے وہ بالکل عام سہولیے میں موجود تھے ان کے پاس بیگ موجود تھا جیسے وہ کسی

یونیورسٹی کے سٹوڈنٹ لگ رہے تھے ان کو ایک نظر دیکھتے وہ پھر دوبارہ اپنی سرگرمیوں میں مصروف ہو گئے

عالیہ اپنے ہاتھ میں موجود پین کو ہر طرف سے دیکھ رہی تھی جو اس نے آتے ہوئے سٹال سے خریدا تھا۔۔

وہ سب ایک لمحے کے لیے خاموش ہو گئے تھے، وہ ہائٹ والے نوجوان اب ان کے سامنے موجود تھے اور ان سے چیزوں کا مطالبہ کر رہے تھے وہ، ظاہر سی بات ہے گن تو ان کے پاس ہو گی نا

وہ پانچوں کے پانچوں ایک لمحے کے لیے بالکل ساکن ہو گئے ایسی سچویشن ان کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھی۔

دیکھو میرے پاس کچھ نہیں ہے اور نہ میرا ان سب سے کچھ لینا دینا اگر تمہیں ان سے کچھ چاہیے تو لے لو ان سب کے پاس آئی فونز ہیں اور وہ بھی نیو ماڈلز کے دیکھو تمہارا بہت فائدہ ہو جائے گا مجھے جانے دو اور ویسے بھی ایک لڑکی سے تمہیں کچھ لے کر کیا ہی مل جائے گا سوائے بہت ساری بد دعاؤں کے، یہ آواز رئیس کی تھی جیسے وہ کسی سے بزنس ڈیل کر رہی ہو

تم نے کیا پکڑا ہوا ہے تمہارے پاس بھی تو آئی فون ہی ہے نا اور تمہاری تو بد عائیں میں کہتا ہوں بہت جلدی اثر کرتی ہیں نہ اس سے بھی لو جو کچھ لینا ہے اس کی بد عائیں تو ویسے ہی کام نہیں کرتی، اب کی بار شہریار بولا تھا

رک جاؤ مجھے اپنے اکاؤنٹ لاگ اؤٹ کرنے دو مجھے کسی کا پاسورڈ یاد نہیں ہے،

پلیز چند منٹ مجھے آج کی پکچرز کسی کو سینڈ کر لینے دو کیونکہ یہ ڈیٹا ریکور نہیں ہو گا،

میں اپنا فون نہیں دوں گی اگر تم نے گولی مارنی ہے تو مار دو ایسے تو میں اپنا فون تمہیں نہیں دینے والی بھائی جان جائے فون کیوں دوں میں تمہیں اپنا،

وہ سب بنا رکے بلند آواز میں بولتے جا رہے تھے بغیر یہ دیکھے کہ وہ کس سچویشن میں تھے ہر کسی کو صرف اپنے مسئلوں کی فکر تھی۔

وہ دونوں نوجوان کبھی کسی کے چہرے کی طرف دیکھتے تو کبھی کسی کی چہرے کی طرف دیکھتے اور ایک دم سے تنگ آکر انہوں نے بلند اواز میں ان سب کو خاموش ہو جانے کا کہا تھا

ان کے بولنے پر وہ سب ان دونوں نوجوانوں کی طرف متوجہ ہوئے اور ہادی نے گن والے آدمی کے بازو پکڑے اس کے ہاتھوں کا رخ کسی اور طرف کیا تھا شہریار بھی ان کو پکڑنے میں مصروف تھا وہ دونوں کہیں سے پر فیشنل کریمینلز یہ چور نہیں لگ رہے تھے

عالیہ اپنے ہاتھ میں موجود پین مار واس آدمی کو، شہریار مشکل سے انہیں قابو کرتے ہوئے بلند اواز میں عالیہ کو کہنے لگا

عالیہ نے ایک نظر اپنے ہاتھ میں موجود پین کی طرف دیکھا اور دوسری نظر اس کے سامنے موجود نوجوان پر ڈالی جس کو شہریار روکنے میں مصروف تھا

یار میں ابھی لے کر آئی ہوں خراب ہو جائے گا میں نے ایک دفعہ بھی اس سے لکھ کے نہیں لکھ کر نہیں دیکھا، وہ بے چارگی سے بولی تھی بہت ظلم کیا گیا ہوا اس پر جیسے

میں تمہیں نیا لے دوں گا مگر ابھی خدا کے لیے کچھ کرو ورنہ تمہارے پین کے چکروں میں ہم سب کی جان چلی جائے گی، وہ دوبارہ پہلے سے بھی بلند آواز میں بولا تھا

اور آئی فون بھی، ہادی نے بات مکمل کی تھی فون بھی بھلا کوئی کسی کو دینے والی چیز ہوئی؟

تمہارا کیا بھروسہ، تم تو ویسے ہی دو غلے بندے ہو اور غریب بھی، عنایہ نے عالیہ کی وکالت کی تھی۔

ان سب کے جھگڑے کے دوران دور سے پولیس کے سائرن کی آواز گونجی وہ دونوں نوجوان ہڑبڑاہٹ کے عالم میں اپنے آپ کو چھڑوا کر بھاگے تھے اور گن ان پانچوں کے ہاتھ میں رہ گئی تھی

حالات کے پیش نظر وہ پانچوں اس وقت لاہور کے پولیس اسٹیشن کے بینچ پر بیٹھے ایک دوسرے کی شکلیں دیکھنے میں مصروف تھے۔۔

"وہ پانچوں دنیا کے واحد وکیلوں میں سے ہوں گئے جو مشکلات کو ختم نہیں کرتے تھے بالکل مزید بڑھا دیتے تھے"

TROUBLEMAKERS

اس تھانے کا اے ایس پی کدھر ہے بلاؤ اس کو مجھے بات کرنی ہے اس سے، ہادی غصے سے اٹھ کر بلند آواز میں بولنا شروع ہوا اس کا صبر جواب دینے لگا تھا

Clubb of Quality Content

میں ہوں یہاں کا اے ایس پی، ایس ایچ او، حولدار یا جس شخص سے بھی بات کرنی ہے بولو کیا مسئلہ ہے، اپنے کمرے سے ایسا جو اٹھ کے شور کی وجہ باہر آیا

تم جانتے نہیں ہو میں کس کا بیٹا ہوں، اس کی طرف انگلی کی ہے وہ اس کو دھمکی دے رہا تھا

کس کے بیٹے ہو تم، ایس ایچ او نے اطمینان سے پوچھا

ایم این اے کا بیٹا ہوں میں اور تمہاری نوکری میں ایک لمحے میں ختم کروا سکتا ہوں سمجھے تم، اس کے آرام سے پیش آنے کی وجہ سے وہ مزید بلند آواز میں بولنے لگا

"اچھا" آنکھوں کو پورا کھولتے اس نے بڑے ڈرامہ ہی انداز میں لفظ کو لمبا کر کے بولا تھا "اور **میں امریکہ کے وزیر اعظم کی پہلی آخری اور اکلوتی اولاد** "معلومات میں اضافہ کیا۔

خاموش ہو کر بیٹھ جاؤ سب کے سب شکر ادا کرو کہ میں نے تم لوگوں کو جیل کے اندر بند نہیں کیا اور اوپر سے تم مجھے دھمکا رہے ہو ایم این اے کا بیٹا ہوں، آخر میں ہادی کی نقل کی تھی

تم ہمیں بغیر وارنٹ کے اندر کر بھی نہیں سکتے اور ہم ویسے بھی وکیل ہیں، اب رئیسہ بولی تھی۔

تو محترمہ وکیل صاحبہ آپ کا لائسنس کہاں ہے، طنزیہ انداز

لائسنس کے بغیر بھی وکیل وکیل ہی ہوتا ہے، وہ بنا گھبرائے بات کرنے لگی

تو محترمہ آپ کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ بغیر وارنٹ کے بھی بندہ اندر ہو جاتا ہے کیونکہ یہ پاکستان ہے اگر لائسنس کے بغیر آپ وکیل ہو سکتی ہیں تو وارنٹ کے بغیر آپ اندر بھی ہو سکتی ہیں خیال رکھیں، اپنی بات مکمل کرتے وہ دوبارہ اپنے آفس کی طرف چلا گیا

تمہاری ایسی کی تیسی اگر میں نے تمہارے خاندان پر 420 کے پرچے نہ کیے نہ تو میرا نام بھی رئیسہ نہیں، آواز مدھم تھی

ہادی کی بات سن کر وہاں موجود ایک حوالدار اس کی طرف بڑی گرم جوشی کے ساتھ آیا تھا۔

صاحب آپ کو کچھ چاہیے تو مجھے بتائیے گا میں آپ لا دوں گا، یہ عنایت ایم این اے کے بیٹا ہونے کی وجہ سے دی جا رہی تھی۔

وائی فائی کا پاسورڈ دے دیں یہاں سگنل نہیں آ رہے سہی، شہریار کے مطالبے پر ان سب نے اس کی طرف گردن موڑ کر حیرانی سے دیکھا تھا

کیا مجھے ایسی کیوں دیکھ رہے ہو ابھی تو اس نے کہا جو چاہیے ہو گا تو بتا دے تو میں نے تو بس وہی کیا، معصومیت کی انتہا تھی

لکھو میں لکھواتا ہوں تم سب کو وائی فائی کا پاسورڈ، آواز ایس ایچ او کی تھی

اس کی آواز پر پانچوں نے اپنے فون نکال لیے تھے اب وائی فائی کا پاسورڈ مل رہا تھا فری میں تو بھئی کون منع کرے گا اس سے

اندر کروان سب کو چھٹیاں گزارنے آئے ہیں یہ یہاں پاسورڈ چاہیے ان کو وائی فائی کا، ان سب کی حرکت پر وہ حوالدار کو ہدایت دینے لگا، کوئی مشکوک بات ہونے کی وجہ سے ان کے فونز نہیں لیے گئے تھے

اچھا غصہ تو نہ کریۓ نہیں دینا پاسورڈ تو، آواز ایم این اے کے بیٹے کی تھی

دیکھیں صبح ہونے والی ہے ہمیں کالج جانا ہے اور کچھ کر لیتے ہیں نہ ہم اب اتنا بڑا مسئلہ بھی نہیں ہے گن آپ رکھ لے بے شک بیچ دیجئے گا، شہریار بولا۔

ڈیڑھ گھنٹے کی طویل گفتگو کے بعد آخر کار ان سب کو جانے دیا گیا تھا وہ سب ایک دوسرے سے کچھ بھی بولے بنا اپنے اپنے راستہ جانے لگے۔۔اب کی بار لڑائی زیادہ لمبی چلنی تھی کیونکہ قصور کسی کا نہیں تھا نہ

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

کیلیفورنیا،امریکہ

کلاس روم میں موجود ہر آنے والے شخص کے لیے وہ منظر حیران کن کا جو وہ دیکھ رہے تھے یا شاید نہ ممکنات میں سے

طلحہ ذوالفقار پہلے بینچ پر موجود لیپ ٹاپ کی مدد سے اسائنمنٹ بنانے میں مصروف تھا اس کے ہاتھوں کی انگلیاں بہت تیزی سے لیپ ٹاپ کے کی بورڈ پہ حرکت کر رہی تھی وہ سب سے بے خبر لیپ ٹاپ میں مصروف تھا جب اس کو جیک نے اپنی طرف متوجہ کیا ۔

طبیعت ٹھیک ہے تمہاری اور یہاں یہ سب کیا کر رہے ہو تم کیا نیند پوری نہیں ہوئی ؟؟ کیا کوئی اور مسئلہ ہے مجھے لگتا تمہیں سائیکٹرسٹ کی ضرورت ہے شاید،ایک کے بعد دیگر سوالات پوچھتے بہت دوستانہ انداز میں مشورہ دیا تھا۔

وہ مہرون ہڈی اور کیمل کلر کی جینز میں ملبوس تھا آستینیں ہمیشہ کی طرح کہنیوں تک چڑھی ہوئی تھی۔۔اس کے تبصرے پر اس نے سر اٹھا کر جیک کی طرف دیکھا اور دوبارہ اپنے کام میں مصروف ہو گیا۔

اب یہ حیرانی کی انتہا تھی **"تمہیں واقعی کسی سائیکیٹرسٹ کی بہت زیادہ ضرورت ہے طلحہ ذوالفقار"** افسوس سے کہتا وہ دوبارہ اس کی شکل دیکھنے لگا ۔

صحیح کہا ہے کسی نے عورت واقعی کسی سے بھی کچھ بھی کرواسکتی ہے،افسوس سے بولتا وہ اپنی مخصوص جگہ پر چلا گیا۔۔

طلحہ نے اس بات پر بھی کوئی ردعمل نہیں دیا وہ مصروف سا اپنا کام مکمل کرتا رہا اور کام مکمل کرنے پر وہ کلاس سے باہر چلا گیا۔

اب اس کا رخ پرنٹنگ والی شاپ کی طرف تھا۔

پرنٹنگ والی شاپ پر بھی موجود شخص حیرانی سے اس کی طرف دیکھتا سب کے کام چھوڑ کر اس کی طرف متوجہ ہوا تھا۔

جی کیا کام تھا آپ کو؟؟وہ انگلش میں ایک دوسرے سے مخاطب تھے۔

پرنٹنگ والی شاپ ہے پیپر پرنٹ کروانے ہی آؤں گا نا بر گرکا آرڈر دینے تو نہیں آؤں گا اب، اس کے لہجہ میں نا گواری تھی۔

چند ڈالر دے کر اپنی اسائمنٹ مکمل کروانے والا شخص اگر خود اپنی اسائمنٹ لکھے گا اور اس کے بعد پرنٹ بھی کروائے گا تو حیرانی کی بات تو ہو گی نہ دنیا کے لیے نہ سہی پر اس یونیورسٹی میں موجود لوگوں کے لیے کم سے کم وہ کسی عجوبے سے کم نہیں تھا۔۔۔

وہ شخص اب ہر کسی کا کام چھوڑ کر طلحہ کے پیپر پرنٹ کرنے میں مصروف تھا پیپر پرنٹ ہونے کے بعد اس نے وہ فائل اور لیپ ٹاپ کو بیگ میں رکھا اور یونیورسٹی سے باہر چلا گیا۔

یونیورسٹی کے باہر فٹ پاتھ پر چہل قدمی کرتے اس کی نظر سڑک کے پار میں موجود ایک چند سال کے بچے پر گئی جو کسی درمیانی عمر کی شخص کے ساتھ موجود تھا وہ بے ساختہ ان کی طرف چل دیا۔

وہ ان کے پیچھے کسی شک کی بنیاد پر نہیں گیا تھا ان کے رشتے کی وجہ سے گیا تھا۔

وہ باتیں کرنے کا انداز، وہ مسکراہٹ تھی جس نے اس کو اپنی طرف متوجہ کیا تھا وہ ان کے پیچھے اب کسی عام سے قریبی سٹور میں موجود تھا مسلسل ان کو دیکھنے میں مصروف تھا ایک لمحے میں اس کے سامنے موجود منظر ہوا میں تحلیل ہو گیا تھا۔

طلحہ اس وقت آٹھویں کلاس میں تھا جب اس کو ایک بار پھر فرسٹ آنے پر انعام دیا گیا تھا اور ہمیشہ کی طرف اس کے والدین اس تقریب میں شامل نہیں تھے۔

وہ سکول سے آنے کے بعد لاؤنج کے ایک صوفے پر بیٹھ گیا۔اس وقت رات کے نو بج رہے تھے۔جب اسے گاڑی کی آواز سنائی دی تھی وہ گاڑی کی آواز اس کے بابا کی تھی۔

وہی بیٹھے نا جانے کب سو گیا تھا گاڑی کی آواز پر وہ ہڑبڑا کر اٹھا تھا۔جب تک وہ اپنے حواسوں میں آیا اس کے بابا لاؤنج سے اس کو دیکھے بنا اپنے کمرے کی طرف چلے گئے۔

اس کا خیال تھا کہ شاید انہوں نے اس کو نہیں دیکھا تھا۔

لاعلمی واقعی بہت بڑی نعمت ہے اس نے اپنے پاؤں کے پاس گرا وہ میڈل اٹھایا اور ان کے کمرے کی طرف چل دیا ۔

دروازے پر دستک دے کر وہ اندر داخل ہوا ۔۔

اا و تمہارا آج رزلٹ تھا نا مجھے امید ہے کہ اچھا ہوا ہو گا میں نے کریڈٹ کارڈ ڈرائیور کو دے دیا ہے تو کل اس کے ساتھ شاپنگ پر چلے جانا جو بھی چاہیے ہو گا تم خرید لینا،اس کو دیکھتے جیسے ان کو یاد آیا تھا۔

کوئی خوشگوار جملہ ،کوئی فخریہ لہجہ کچھ بھی نہیں تھا،کوئی خوشی جو اس کے اول آنے پر ہونی چاہیے یا کوئی ناراضگی جو اس کے فیل ہونے پر وہاں ہوتی کچھ بھی تو نہیں تھا،ہمیشہ کی طرح بولنے جانے والا جملہ جو اس کو حفظ تھا۔

کچھ بھی مزید کہے بنا وہ کمرے سے باہر آگیا۔

اپنے کمرے میں جاتے ہوئے کب اس کے ہاتھ سے وہ میڈل گرا تھا اس کو اندازہ نہیں ہوا اور اسے اس کی پرواہ بھی نہیں اس کا حاصل کیا جانے والا ہر میڈل اس طرح سے اس گھر کی سر زمین پر پایا جاتا تھا۔

ہر سال کسی بھی مقابلہ میں جیتنے یا رزلٹ آنے پر طرف کریڈٹ کارڈ میں پیسوں کا اضافہ ہوا کرتا بس۔۔۔اس کے ماما یا بابا دونوں میں سے کسی کے پاس اتنا وقت نہیں تھا کہ وہ طلحہ ذوالفقار پر بھی توجہ دیتے کہ وہ ان کی اولاد تھا،پر شاید صرف کاغذوں کی حد تک۔۔۔

ہر حاصل کی جانے والی کامیابی پر وہ یہی سوچا کرتا تھا کہ اب ان کا رویہ مختلف ہو گا۔

"بعض چیزوں اور انسانوں کو بدلنا انسان کی خواہش، عمل اور اختیار میں نہیں ہوتا انسان محنت کر کے پتھر کو تراش یا بدل سکتا ہے پر وہ محنت اور محبت کا فارمولا انسانوں پر کام نہیں کرتا جب تک اس کا مالک نہ چاہے"

وہ ماضی سے حال میں داخل ہوا اس کے آنکھوں میں واضح طور پر نمی موجود تھی وہ ایک نظر دوبارہ ان کی طرف دیکھتا، سٹور سے باہر آگیا تھا۔

اس نے اکثر لوگوں کو کہتے سنا تھا کہ طلحہ ذوالفقار جیسا مقدر کسی کا نہیں ہے اور اسے کئی سال پہلے اس بات کا مفہوم سمجھ آیا تھا اپنے طریقہ سے۔

طلحہ ذوالفقار جیسا مقدر واقعی کسی کا نہیں ہو سکتا تھا اسے کریڈٹ کارڈ یا مہنگی چیزوں سے زیادہ اپنے باپ کی ضرورت تھی ان کے اپروول، ان کو توجہ کی۔

انسان زندگی میں ہر محرومی کو برداشت کر سکتا ہے پر ماں یا باپ ہونے پر ان کے نہ ہونے کی محرومی دنیا کا سب سے مشکل ترین کام ہے، فٹ پاتھ چلتے ہوئے وہ سوچوں میں گھوم تھا۔

"والدین نہ ہونے پر صبر کیا جاتا ہے اور ہو کر بھی نہ ہونے پر صرف حسد کیا جاتا دوسروں کی زندگیوں سے۔۔"

کیلیفورنیا اور آنکھوں کی رونق ایک لمحے میں ختم ہوئی اس کا موڈ سخت خراب ہو گیا اور اس پر وہ کوئی اختیار نہیں رکھتا تھا۔۔۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

لاہور، پاکستان

ہمیشہ کی طرح کرتا اور جینز میں ملبوس، وہ اپنے کام کی طرف جا رہی تھی کہ اچانک فون کی آواز پر ماتھے پر ہاتھ رکھتے اس نے کال کرنے والے کا نام دیکھا اور پھر حیرانی کے انداز میں کال اٹینڈ کی وہ کال حیدر کی تھی۔ان کی ملاقات سے دو ہفتے بعد اس کو کال کر رہا تھا

اس وقت صبح کا گیارہ بجے کا وقت تھا۔

طبیعت ٹھیک ہے تمہاری جو تم مجھے کال کر رہے ہو، سلام دعا کے بعد وہ کام کی بات پر آئی، وہ دوبارہ چلنے لگی تھی۔

طبیعت کو چھوڑیں آپ کے فائدے کی بات ہے، دوسری طرف سے کہا گیا

جہاں تک میرا خیال ہے ہماری ڈیل نہیں ہوئی تھی، وہ اس کو یاد کرنے لگی

اور میں نے آپ کو کہا تھا میں آپ کی مدد کر دوں گا۔۔

سیریسلی۔۔ خیر بولو کیا بات ہے، حیرانی سے بول کر بات جاری رکھی

عالم صاحب اپنی محبوبہ چھوڑ گئے آفس میں، اس کی آواز مدھم تھی۔۔

رئیسہ چلتے چلتے روکی تھی۔

ہو سکتا ہے وہ نہ چھوڑ کر گئے ہوں تمہیں اتنا یقین کیوں ہے، شک سے سوال کرتے اس کے اپنا راستہ تبدیل کیا تھا ہر چیز میں دلچسپی اب ختم ہو گئی تھی۔

آپ کو واقعی لگتا ہے مس ارسلان، مجھے اس طرح کی غلطی فہمی ہو سکتی ہے، سوال کیا گیا۔۔

تو ہو سکتا ہے تم میرے ساتھ ڈبل گیم کھیل رہے ہو پھر۔۔

کوئی بیوقوف ہی ہو گا جو یہ جان کر بھی کہ جس کہ پاس ڈی سی کے خلاف معلومات ہو سکتی ہے اس کے پاس اس کے سکریٹری کی نہیں ہو گی یہ حرکت کرے گا، یقین دلا یا گیا۔

اوکے یقین کر رہی ہوں تم پر اور تمہاری نوکری نہیں جانے دوں گی جس کا ڈر ہے تمہیں اتنی خبر تو اب ہے مجھے، اطمینان سے بولتی وہ اس کو آنے کا بول کر فون بند کر چکی تھی۔

آدھے گھنٹے کے بعد وہ ڈی سی آفس میں حیدر کے سامنے موجود دوبارہ اس سے تصدیق چاہ رہی تھی۔

حیدر کے الفاظ میں کوئی رد و بدل نہیں تھی۔۔کچھ لمحے کے بعد وہ دونوں محتاط انداز میں ڈی سی کے آفس کی طرف بڑھ دیے لنچ ٹائم ہونے کی وجہ سے وہاں چند ایک لوگ ہی موجود تھے۔

آفس میں داخل ہوتے انہوں نے دروازے کو اپنے پیچھے بند کیا اور چاروں طرف سے آفس کو دیکھنے لگے وہ بہت سی فائلز موجود تھیں۔

اگر وہ آفس میں فائل رکھ کر گیا ہے تو یقیناً پہلے والے کور میں نہیں ہو گئی۔

ہمیں چیک کرنی پڑے گئی ہر فائل، رئیسہ آگے بڑتے ہوئے بولی تھی۔

ہو سکتا ہے ایسا ہو، دیکھ لیتے ہیں ہم، وہ آگے فائلز کے کیبن کی طرف بڑھ گیا

ویسے آپ اس فائل کا کریں گی کیا جو اتنی محنت سے تلاش کر رہی ہیں، فائل کو چیک کرتے حیدر نے تجسس سے سوال کیا تھا۔

اس فائل کو ردی میں بیچ کر میں پتیسہ کھاؤں گی، وہ بڑے آرام دہ انداز میں بولی

وہ بے اختیار ہنس تھا"اتنا رسک، اتنی محنت طرف ایک پتیسہ کھانے کے لیے"

بس شوق کا کوئی مول نہیں ہوتا نہ، حیدر کی طرف دیکھتے وہ جواب کے ساتھ تصدیق بھی چاہ رہی تھی۔۔

ہاں بات تو سہی ہے، اب وہ دونوں دوبارہ کام میں مصروف تھے۔

کافی دیر تک آفس میں موجود دوسری فائل کو دیکھتے رہے طرح چیز ہر پیپر کو دیکھنے کے بعد وہ فائل انہیں کہیں نہیں ملی تھی۔

سارے آفس کے کیبن میں فائل چیک کرنے کے بعد اب وہ ڈی سی کے ٹیبل کے سامنے موجود تھے.

ٹیبل پر بہت سی چیزوں کے درمیان ایک لائٹر کچھ پیپز، کارڈ اور ایک ایش ٹرے موجود تھا۔

انہوں نے باری باری ہر دراز کو کھنگالا تھا ان کی حالت بگڑ گئی تھی سارے ڈراز کو چیک کرنے کے بعد آخری ڈرا میں ان کو ایک ڈیجیٹل لاکر ملا تھا۔ جس کا کلر سلور تھا۔

اب وہ دونوں گھٹنوں کے بل اس لاکر کے سامنے بیٹھے اس کا تفصیلی جائزہ کرنے لگے تھے۔

ان کا ڈائل کردہ پہلا پن غلط ثابت ہوا تھا۔

(عثمان عالم کی گاڑی ڈی سی آفس میں داخل ہوئی۔ گاڑی سے اترتے، اس کے ہاتھ میں چند ایک چیزیں موجود تھیں جن میں کچھ فائلز بھی تھیں۔ آہستہ آہستہ چلتے، اندر کی طرف بھلا کوئی بھی بتا سکتا تھا کہ اس کا رخ کس طرف تھا۔)

تمہیں کوئی اور ڈیٹ یاد ہو جو اس کے کسی ایونٹ کے لحاظ سے ہو، یا کسی کی ڈیٹ آف برتھ، رئیسہ نے حیدر کی طرف دیکھتے سوال کیا۔

کچھ یاد کرتے اس نے کچھ نمبرز رئیسہ کو بتائے جو وہ لاکر پر ڈائل کرنے لگی تھی اور وہ ایک بار پھر کرپٹ ہو گئے تھے وہ دونوں اب پریشان لگ رہے تھے۔

(عثمان عالم چند ایک لوگوں کے پاس روک کر ان سے گفتگو کرنے کے بعد دوبارہ اپنے آفس کی بڑھ رہا تھا اس کا انداز بالکل عام سا تھا وہ کسی بھی چیز سے بالکل بے خبر تھا، وہ اپنے آفس کے بہت قریب تھا)

کچھ اور کچھ بہت خاص کوئی رقم جو اس کو ملی ہو کوئی واقعہ جو اس کی زندگی کا ہو، کچھ تو ہو گا نہ یار، اس نے انداز میں جھنجلاہٹ تھی۔

حیدر نے ایک بار پھر ہر وہ ڈیٹ دہرائی جو اس کو عثمان عالم کے حوالے سے یاد تھی وہ دونوں تقریباً ضروری ڈیٹ لکھ کر دیکھ چکے تھے۔

ہاں ایک ڈیٹ ہے جو نہیں لکھی ہم نے ہو سکتا نہیں چھوڑو وہ نہیں ہو سکتی ڈی سی اتنا بھی پاگل نہیں ہے اب، حیدر نے خود ہی بولتے جواب دیا تھا

تم بتاؤ کیا ہے وہ بھی کوشش کر کے دیکھتے ہیں کیا پتہ چل جائے، رئیسہ نے آسرا کیا۔

وہ اس کی نئی گرل فرینڈ سے ملنے کی ڈیٹ ہے مجھے پتہ۔۔ وہ یاد ہے، پر مجھے نہیں لگتا وہ ہو گی، ایک بار پھر بولتے اس نے وہ ڈیٹ اب رئیسہ کو بتائی تھی

ہو تو نہیں سکتی خیر کوشش میں کیا حرج ہے، وہ اب لا کر پر ڈیٹ ڈائل کرنے لگی تھی۔

(عثمان عالم آفس کے قریب تھا اتنا کہ چند لمحوں میں وہ آفس کے اندر ہوتا)

رئیسہ کے نمبرز ڈائل کرتے ہی "کلک" کی آواز گونجی تھی "ٹھرکی بڈھا" (رئیسہ بولی تھی) نہ صرف لاکر کی بلکہ آفس کے دروازے کی بھی۔

عثمان عالم حیرانی سے رکا تھا ٹیبل کے اس پار ان کے سر با آسانی دیکھ سکتا تھا۔

رئیسہ اور حیدر نے سر اٹھا کر دروازے کی طرف دیکھا تھا، وہ عثمان عالم کے یہاں اس طرح اس وقت ہونے کی توقع نہیں کر رہے تھے ان کے چہرے کا رنگ بدلا ہوا تھا۔ وہ ڈی سی نہیں تھا جس نے انہیں حیران کیا تھا وہ چہرے کا بدلتا رنگ اس فائل کی وجہ تھا، وہ اس کی توقع نہیں کر رہے تھے۔

تم دونوں اس وقت یہاں میرے آفس میں میرے لاکر کے سامنے کیا کر رہے ہو، وہ جتنا اونچا بول سکتا تھا، وہ بولا تھا۔

اب بھی خاموش اس فائل کو دیکھ رہے کہ انہیں کوئی پرواہ نہیں تھی کہ ڈی سی کیا کر رہا ہے یا کیا کر سکتا ہے وہ جتنا حیران ہو سکتے تھے وہ اتنا تھے۔

میں کچھ پوچھ رہا ہوں جواب دوں یا میں گارڈ کو آواز دوں، اب وہ ان کے کھڑا قریب تھا۔

رئیسہ نے گہری سانس لے کر فائل پکڑی اور کھڑی ہو گئی اب کیا ہو سکتا۔۔

ہم لوگ یہاں تمہاری وہ فائل لینے آئے ہیں جس نے تمہیں پاؤنڈز دیے ہیں اور اب وہ تم سے وہ پاؤنڈ سود سمیت واپس لے گی، وہ ٹھہر ٹھہر کر اطمینان سے بولی تھی۔

تمہیں واقعی لگتا ہے وہ فائل میں یہاں اس آفس لا کر میں رکھوں گا۔

رئیسہ میں ابھی اتنا بھی بیوقوف نہیں ہوں، طنزیہ انداز میں ہنس کر بات مکمل کی۔

ایکچولی تم ہو مسٹر عثمان عالم تمہاری عقل کے ساتھ آنکھوں سے دیکھنے کی صلاحیت بھی ختم ہو گئی ہے، اسی کے انداز میں جواب دیا تھا۔

سیر یسلی جس فائل کو تم وہاں تلاش کر رہی ہو وہ اس وقت میرے ہاتھ میں ہے افسوس کے ساتھ تمہارے ذرائع کامیاب ثابت نہیں ہوئے، آواز آہستہ تھی پر انداز مذاق اڑانے والا تھا۔۔

یہ واقعی بیوقوف ہے، رئیسہ خود سے بولی تھی "خوابوں خیالوں کی دنیا سے باہر آؤ میں نے کہا نہ تمہاری عقل کے ساتھ تمہاری آنکھیں بھی کم کام کرتی ہیں یہ شاید کرتی ہی نہیں" وہ بہت مزے سے بولی کہ اس کا انداز بہت پر اعتماد تھا۔۔۔

عثمان عالم کے چہرے کا رنگ سفید ہوا تھا۔۔اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ وہ غلط فائل کو ساتھ لے گیا تھا یا شاید رئیسہ کے اعتماد نے اس کو سوچنے پر مجبور کیا تھا وہ فائل کھول کر یقین دھیانی کرتا کے اس رئیسہ کی آواز دوبارہ آئی۔

کیا تم نے کبھی سگریٹ کی ڈبی پر موجود تحریر پڑی ہے مجھے یقین ہے نہیں پڑھی ہوگی اور اگر پڑھی ہی ہوگی تو یاد نہیں رہی ہوگی،وہ ٹیبل پر موجود لائٹر کر پکڑے جلانے لگی تھی اور اس کا رخ فائل کی طرف تھا

عثمان عالم کے ہاتھ سے ہٹ بڑاہی کے عالم میں وہ فائل گری تھی اور وہ رئیسہ کی طرف بڑھا اور رئیسہ نے ایک نظر فائل کو دیکھنے کے بعد حیدر جو دیکھا تھا

سگریٹ انسان کو اتنا نقصان نہیں کرتی جتنا انسان کرتا،لائٹر کی وجہ سے فائل کا ایک کونا جلنے لگا تھا

دیکھو اس کو ہٹاؤ وہاں سے تمہیں جو چاہیے میں۔۔میں دوں گا پر۔ابھی۔۔ابھی کہ لیے اس کو دور دور کرو اس فائل سے،اس کے الفاظ اور حواس بگڑ رہے تھے اس سب میں عثمان نے حیدر کی طرف دھیان نہیں دیا تھا

اوکے ڈیل مجھے جب ضرورت ہو گی میں تم سے لے لوں گی کچھ بھی جو مجھے چاہیے ہو گا پھر چاہے تم دویانہ دو، لائٹ بند کرتے ہی رئیسہ نے وہ فائل ٹیبل کی بجائے آفس کی درمیان میں پھینکی تھی

عثمان عالم پاگلوں کی طرح اس کی طرف بھاگا تھا وہ فائل اس کے لیے سونے کا چمچ تھی زمین پر بیٹھ اور وہ فائل ہاتھ سے صاف کر رہا تھا رئیسہ کی طرف اس کی پشت تھی

رئیسہ نے حیدر کے ہاتھ میں موجود فائل کو دیکھا۔

عثمان عالم واقعی سچ بول رہا تھا۔وہ فائل اس کے ہاتھ میں تھی اور جو فائل رئیسہ اور حیدر کو ملی تھی وہ کسی معمولی سے مسئلہ کی تھی جوان کے کسی کام کی نہیں تھی

ڈپٹی صاحب آپ کو پتہ خود اعتمادی ہونا کتنا ضروری ہے زندگی میں آپ واقعی سچے تھے وہ فائل آپ کے پاس ہی تھی پر اب وہ آپ کے پاس نہیں ہے،وہ بلند آواز میں بولنے لگی

فائل کو صاف کرتے ہیں عثمان عالم کو کرنٹ سا لگا تھا اس نے ہڑ بڑا ہی کے عالم میں وہ فائل کھول لی تھی اور وہ فائل نہیں تھی جس کی اس کو تلاش تھی یہ جس کے جانے پر اس کو نقصان ہو سکتا تھا وہ کوئی معمولی سے مسئلے کی معمولی فائل تھی۔

آسمان سر پہ گرنا کیا ہوتا ہے اس کو اب سمجھ آ رہا تھا۔ وہ اپنا مستقبل بغیر کسی پریشانی کے دیکھ سکتا تھا۔

تم نے ایک دفعہ مجھے کہا تھا کہ میری اوقات کیا ہے اب چند روز بعد میں تم سے پوچھوں گی ڈپٹی کمشنر عثمان عالم عرف سرکاری نوکر تمہاری اوقات کیا ہے، وہ ٹھہر ٹھہر کر بہت اطمینان سے بول رہی تھی یا یہ کہا جائے کہ وہ اس سچویشن کو انجوائے کر رہی تھی، تو زیادہ بہتر تھا۔

"YOU PLAY GAMES I PLAY TRICKS"

ایک دفعہ پھر سے بولتی وہ دروازے سے باہر چلی گئی عثمان عالم نے بغیر لمحہ ضائع کیے اس کے پیچھے دوڑ لگائی مگر اس کے ہاتھ خالی تھے وہ کچھ نہیں کر سکتا وہ دونوں جاتے ہوئے باہر سے دروازہ لاک کر گئے تھے۔۔

"عثمان عالم پر قیامت سے پہلے قیامت نازل ہو گئی تھی"

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

لاہور میں موجود اس بلند عمارت کے اندر باہر کی نسبت بہت گہما گہمی تھی، ہر کوئی اپنا کام کرنے میں مصروف تھا۔ان سب کی مصروفیات سے ہٹ کر دیکھو اگر تم عمارت کے ٹاپ فلور کے آفس میں طلحہ ذوالفقار ٹیبل پر پاؤں رکھے آنکھیں بند کیے ہوئے تھا۔

بلیک وائٹ ڈریس میں موجود جس کا کوٹ سائڈ پر رکھا تھا، شرٹ کے چند بٹن کھولے اور آستینوں کو کہنی تک کیے وہ پرسکون انداز میں وہاں بیٹھ کر سگریٹ پینے میں مصروف تھا سارے آفس میں سگریٹ کی سمیل پھیلی ہوئی تھی دستک کی آواز پر اس نے آنکھیں کھول کر دیکھا تھا ناگواری کی ایک لہر تھی جو اس کو محسوس ہوئی تھی۔

احمر ملک جینز شرٹ میں ملبوس ہاتھ میں فائل لیے اندر داخل ہوا تھا۔وہ اس فیکٹری میں مینیجر کی پوسٹ پر چند ہفتوں پہلے ہی آیا تھا اس کی موجودگی میں طلحہ کا پہلا دن تھا وہاں پر۔

یہ کچھ فائل ہیں اس کو دیکھ لو اور چیک سائن کر دوں اور ان میں جو بھی مسئلہ ہو ویسے تو تمہیں دکھے گا نہیں پر پھر بھی دیکھ لو، کوئی لحاظ مروت اس کے لہجہ یا انداز میں نہیں تھا۔

مجھے اس سب میں کوئی دلچسپی نہیں جو کرنا کروا اپنے مالک سے پوچھ کر،اسی انداز میں بیٹھا وہ ناگواری سے بولا۔

اس سب میں دلچسپی میں بھی نہیں رکھتا پر مجبوری انسان سے کچھ بھی کروا سکتی ہے، زور سے فائل ٹیبل پر ماری تھی۔

آہہ مجبوری نہیں پیسہ کہو صرف وہ ہے جو کسی سے بھی کچھ بھی کروانے کی طاقت رکھتا ہے، براہ راست اس کی طرف دیکھا۔

کچھ بھی سمجھو تم، میرا اس سے کوئی لینا دینا نہیں اور جو کچھ کہا ہے وہ کر دینا، وہ اس کو حکم دے رہا تھا۔۔۔

میری ایک بات یاد رکھو تم مسٹر احمر میں تمہارا پابند نہیں ہوں اور نہ ہی مجھے شوق ہے اس کرتب کو دیکھنے کا، جو تم میرے باپ کے اشاروں پر کر رہے ہو اگر میں اپنے باپ کی نہیں سن رہا نہ تم تو اس وہم و گمان میں نہ رہو کہ میں تمہاری سنوں گا، سگریٹ کو ختم کرتے وہ سخت لہجہ میں بولا تھا۔

تم آخر خود کو سمجھتے کیا ہو، اس کی بات پوری ہونے سے طلحہ نے بولنا شروع کر دیا

بہت ہی کوئی اوپر کی چیز جو میں ہر کسی ایرے غیرے کو بتانا ضروری نہیں سمجھتا اور جو باہر سکریٹری موجود ہے نہ اس کو میں اس لیے پے کرتا ہوں کہ مجھے تم جیسی شکلیں نہ دیکھنی پڑیں، آئندہ احتیاط کرنا، اپنی بات مکمل کرتے اب وہ سگریٹ جلانے میں مصروف تھا۔

وہ کچھ بھی مزید کہے بنا آفس سے نکل گیا۔

اس کا دل چاہا کہ وہ اس کو مار دے کہ اس کی شکل دوبارہ کبھی اس کو نہ دیکھنی پڑے

احمر کے جانے کے چند منٹ بعد فون کی آواز پر وہ اس کی طرف متوجہ ہوا کالر آئی ڈی دیکھنے کے بعد اس نے کچھ تفشیش سے فون اٹھایا تھا وہ اس نمبر سے واقف نہیں تھا۔

ہیلو طلحہ ذوالفقار سپیکنگ، اس نے گفتگو میں پہل کی تھ۔ی

دوسری جانب موجود شخص کی بات سنتے ہوئے اس کی فون پر گرفت سخت ہوئی تھی آنکھوں کا تاثر ایک لمحے میں بدلا تھا وہ شخص جو بات کر رہا تھا وہ واقعی بہت غیر متوقع تھی فون بند ہونے سے پہلے ہی وہ اپنی چیئر سے اٹھا اور کار کی چابیاں لیے آفس سے باہر آگیا۔

چند منٹوں کی رش ڈرائیونگ کرنے کے بعد وہ اقبال مرزا کے گھر پر موجود تھا۔

اس کی گاڑی کو دیکھتے گارڈ نے بغیر کسی سوال کے اس کے لیے دروازہ کھولا تھا گاڑی پارک کرتے وہ بہت بے تکلف انداز میں گھر کے اندر داخل ہوا تھا اس کے انداز میں غصہ اور بے یقینی تھی۔۔

ہادی وقت گھر پر موجود لاؤنج کے ایک صوفے پر لیٹا فون استعمال کرنے میں مصروف تھا۔

جب اس نے طلحہ ذوالفقار کو اپنی طرف آتے دیکھا وہ نہ سمجھی سے اپنی جگہ سے اٹھا تھا۔

تمہاری ہمت کیسے ہوئی اس طرح سے میرے گھر میں داخل ہونے کی، اس کی آواز تیز تھی۔۔

باپ کہاں ہے تمہارا، بنا سوال کے جواب دیے سخت لہجے میں پوچھا

میں تم سے پوچھ رہا ہوں تمہاری ہمت کیسے ہوئی اس طرح سے میرے گھر میں داخل ہونے کی آخر تمہیں یہ حق کس نے دیا، آواز اب بھی بلند تھی

میں کسی فضول گفتگو یا سوالات کے موڈ میں نہیں میں نے جو پوچھا اس کا جواب دو تمہارا باپ کہاں ہے، وہ ٹھہر ٹھہر کر بولا تھا۔

میرا باپ کس وقت کہاں ہو سکتا ہے یہ مجھ سے بہتر شاید تم جانتے ہو، طنزیہ لہجہ۔۔

تمہارا باپ میری بچھڑی محبوبہ ہے نا جو مجھے اس کے بارے میں ہر معلومات ہو گی کہ وہ کہاں اور کس وقت جاتا ہے۔

جہاں تک میرا خیال ہے تعلقات تو بچھڑی ہوئی محبوبہ سے زیادہ لگتے ہیں تمہارے میرے باپ سے۔

اگر تمہیں اتنا ہی شک ہے اپنے باپ پر تو ڈی این اے ٹیسٹ کروا کر دیکھ لو نہ، کسی ہمدرد کی طرح مشورہ پیش کیا تھا اس سے پہلے ہادی اس کو جواب دیتا باہر سے گاڑی کی آواز سنائی دی۔۔

اقبال مرزا کے لاؤنج میں داخل ہوتے ہی طرح سے طلحہ ذلفقار نے اپنی گن کا رخ اس کی طرف کیا جو نے آتے ہوئے اپنی گاڑی سے لی تھی۔

اقبال ان حالات کا سامنا کرنے کے لیے تیار نہیں تھا اس کے حواس ایک لمحے کے لیے گم ہو گئے تھے اور یہی حال ہادی کا تھا۔

میں نے تمہیں منع کیا تھا نہ اقبال مزار میرے ساتھ ڈبل گیم نہیں کھیلنا ورنہ تمہیں زندگی کی ضمانت میں نہیں دے سکتا، گن کا رخ اب بھی اس کی طرف تھا

دیکھو طلحہ گن رکھو ہم بیٹھ کر بات کر سکتے تمہیں یقیناً، کوئی غل۔۔ غلطی فہمی ہوئی ہے،

بے ربط جملہ ادا ہوا تھا۔

تم نے بیٹھ کر بات کرنے کی کوئی وجہ چھوڑی ہے، آنکھوں کے تاثرات کے ساتھ پوچھا تھا۔

طلحہ اپنی حد میں رہو تم اس وقت ہمارے گھر پر کھڑے ہو جن قدموں پر تم آئے ہو نہ جا نہیں سکو گے واپس، آواز ہادی کی تھی۔

طلحہ نے اقبال کو دیکھنے کے بعد گن واپس نیچے کر لی اور کچھ کیے بنا وہ ہادی کی طرف بڑھا تھا

تمہارا باپ کو اس لیے نہیں چھوڑا کہ میں ڈر گیا ہوں اگر اس کی اولاد نہیں ہوتی نہ تو لوگ اس وقت تمہارے گھر کے باہر اس کے نام کے قل پڑھ رہے ہوتے باپ جیسا بھی ہو باپ، باپ ہوتا ہے اور سمجھا و اس کو ورنہ اگلی بار میں نہیں اس کی لاش آئے گی گھر میں۔

ہادی کے کندھے پر ہاتھ رکھے وہ مدھم، مگر مضبوط آواز میں اس کو اپنے ارادے سے آگاہ کر رہا تھا۔

اقبال مزار کے ہاتھ اب بھی ہوا میں بلند تھے۔۔ ماتھے پر پسینہ چمک رہا تھا۔ اس کو طلحہ ذوالفقار سے خوف آیا تھا پر اپنی حرکت پر پچھتاوا نہیں ہوا۔۔

گاڑی کے جانے کی آواز سن کر وہ ہوش میں آیا لاؤنج پر پڑے ٹیبل پر موجود جگ سے پانی گلاس میں ڈال کر پاگلوں کی طرح پینے لگا تھا۔

ہادی افسوس سے ان کی طرف دیکھتا اپنے کمرے میں چلا گیا وہ اس وقت بات کرنے کے موڈ میں نہیں تھا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

آج وہ خلاف معمول کورٹ جلدی آئی تھی ہر طرف ہمیشہ کی طرح لوگوں کی گہما گہمی تھی کوئی پریشان تھا تو کوئی خوش۔۔

وہ دلچسپی سے ہر کسی کو دیکھتی ہوئی اپنی مطلوبہ جگہ کی طرف بڑھ رہی تھی پراسیکیوٹر کے آفس کے پاس پہنچ کر وہ دستک دے کر اندر داخل ہوئی۔آفس میں اس وقت کوئی موجود نہیں تھا۔۔

حیران تاثر لیے وہ زاویار کی چیئر پر جا بیٹھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

چیئر کو یہاں وہاں گھماتے وہ دستک کی آواز پر دروازے کی طرف دیکھنے لگی۔ وہاں کوئی درمیانی عمر کا آدمی کھڑا تھا، اس کے تاثرات بتا رہے تھے کہ وہ رئیسہ کو وہاں دیکھنے کی امید نہیں کر رہا تھا

کیا یہ پراسیکیوٹر کا آفس ہے، وہ کچھ حیرانی سے بولا

جی یہ پراسیکیوٹر کا آفس ہے، کیا کام ہے آپ کو، اس نے جھوٹ نہیں بولا تھا وہ واقعی پراسیکیوٹر کا آفس تھا پر وہ نہیں تھی

تو آپ یہاں کیا کر رہی ہے، اس کے انداز میں ابھی بھی نا سمجھی تھی

میں یہاں رشتہ کرواتی ہوں، پر سکون انداز

کیا یہاں پر، آنکھیں کھولیں آفس کی طرف اشارہ کیا

ہاں وہ کیا ہے کورٹ میں ہر طرح کے لوگ موجود ہیں تو لوگوں کی وائبز ذرا جلدی میچ ہو جاتی ہے اس لیے یہ اچھی جگہ ہے آپ کو کوئی مدد چاہیے اس سلسلے میں، وہ اس شخص کے تاثرات کو انجوائے کر رہی تھی

اس کے کوئی بھی جواب دینے سے پہلے زاویار آفس میں داخل ہوا اس نے ایک نظر ایسا کو اپنی چیئر پر بیٹھی رئیسہ کو دیکھا اور دوسری نظر اس شخص کی طرف گئی جو حیرانی اور نہ سمجھی سے کھڑا تھا۔

جی سر میں کیا مدد کر سکتا ہوں آپ کی، زاویار خوشگوار انداز میں بولا اس نے رئیسہ کو اپنی چیئر سے اٹھنے کا نہیں کہا تھا۔

وہ دونوں اب اس کے سامنے موجود کرسیوں پر بیٹھے ایک دوسرے سے بات کرنے لگے تھے رئیسہ کا سارا دھیان ان دونوں کی طرف تھا پر وہ الگ بات تھی کہ اس کو کچھ بھی سمجھ نہیں آرہا تھا وہ کس بارے میں بات کر رہے تھے۔

کافی دیر بعد وہ شخص جانے کے لیے اٹھا، دروازے کی جانب جاتے اس نے مڑ کر نہ سمجھی سے زاویار کو مخاطب کیا۔

سر کیا یہ آفس آپ کا ہے۔۔۔ میرا مطلب، وہ بات پوری کیے بنا خاموش ہو گیا

نہیں میں نے آپ کو بتایا تھا نہ یہاں رشتہ کروائے جاتے ہیں اور یہ محترم جن سے آپ بات کر رہے ہیں میرے کلائنٹ ہیں، جواب رئیسہ نے دیا تھا زاویار بے ساختہ ہنسا تھا۔

آپ سمجھ لیں جیسے یہ کہہ رہی ہیں ٹھیک ہوگا آئندہ اگر میرے حوالے سے کچھ دینا ہو یا کوئی اور مدد چاہیے ہو تو آپ یہیں آیئے گا، چہرے پر مسکراہٹ مدھم سی موجود تھی۔

وہ شخص سمجھ نہیں سکا کہ رشتے کی بات کی گئی تھی یا پھر قانونی کسی مدد کی

کیسا انسان تھا یہ بھئی یہاں لوگ اب قانونی مسئلے کے لیے آئیں گے نہ، رئیسہ نے عجیب تاثرات سے دروازے کی طرف دیکھتے کہا تھا۔

کہاں تھی آپ پچھلے دو دن، وہی بیٹھے سوال کیا۔

کیوں آپ نے مس کیا مجھے، وہ آگے ہو کر دلچسپی سے بولی تھی

لاحول ولا قوہ، زاویار بلند آواز میں بڑبڑایا۔

آپ میری مدد کریں گے؟؟ اس کی آواز مدھم ہوئی۔

معذرت کے ساتھ محترمہ مگر میں رشتے نہیں کرواسکتا، اس نے اپنے ہاتھ ہوا میں بلند کیے تھے۔

ارے اس کو چھوڑیں اس کی ٹینشن نہ لیں وہ اپنے لیے میں خود ڈھونڈ لوں گی فلحال مجھے کچھ اور مدد چاہیے، بات کرتے ہیں ساتھ وہ اپنے بیگ سے کچھ نکالنے لگی تھی

رئیسہ نے بیگ سے فائل نکال کر زاویار کی طرف بڑھائی۔

اس نے نہ سمجھی سے اس کے ہاتھ سے وہ فائل لی وہ اب بھی زاویار کی چیئر پر بیٹھی ہوئی تھی اور وہ اس کے سامنے موجود تھا۔

یہ کس چیز کی فائل ہے اور اس میں کیا مدد کروں، رئیسہ کی طرف دیکھتے نا سمجھی سے کہا۔

یہ فائل کسی ذوالفقار رضا کی ہے ڈپٹی کمشنر کے آفس سے لی ہے پتہ نہیں ہے کیا پر اس میں جان ہے ڈی سی کی، عام سا انداز تھا اس کا۔

ذوالفقار رضا کے نام پر اس نے دوبارہ فائل کی طرف دیکھا اور اس میں موجود معلومات کو غور سے پڑھنے لگا۔

اس کے چہرے پر خوشی اور حیرت ایک ساتھ آئی تھی

پر یہ فائل ملی کہاں سے آپ کو، فائل سے سر اٹھا کر پوچھا

ڈپٹی کمشنر نے خود دی ہے مجھے، آہ کیا انداز تھا

ڈپٹی کمشنر نے آپ کو وہ بھی یہ فائل خود دی ہے، اس کے لہجہ میں بے یقینی تھی۔

جی انھوں نے خود دی ہے مجھے ورنہ میرے پاس کہاں سے آتی، بے فکری سے اپنی بات دہرائی۔۔۔اب اندر کی بات کون جانتا تھا؟

اور اس بارے میں کس کس کو پتہ ہے، ایک اور سوال

ڈپٹی کمشنر، اس کے سکریٹری اور اب آپ کو بھی، اس نے سچ ہی کہا تھا کیونکہ جھوٹ تو وہ بولا ہی نہیں کرتی تھی (یونو)

اور میں اس میں کیا مدد کر سکتا ہوں، نظر فائل پر تھی۔

کچھ خاص نہیں بس آپ نے کورٹ کا آفیشل آرڈر دینے جانا ہے ڈپٹی کمشنر کو کہ اگر رئیسہ ارسلان یا حیدر مرتضٰی کو کسی بھی طرح کا نقصان ہوا تو اس کا ذمے دار عثمان عالم ہو گا۔

اور یہ حیدر مرتضٰی کون ہے، تفتیشی انداز تھا اس کا۔

ڈپٹی کمشنر کا سکریٹری اور کون، کندھے اچکائے ۔۔

پر ڈی سی یہ فائل نے آپ کو کیوں دی آخر، اس کی سمجھ میں ابھی کچھ نہیں آیا تھا

پتہ نہیں کیا ہوا ہمیں تو بتایا آپ پوچھ کر دیکھ لیجیے گا، ہو سکتا ہے آپ کو بتادیں، کوئی مر ہی نہ جائے اس معصومیت پر۔۔۔۔۔۔۔

آپ کر دے گے نہ، تصدیق چاہی۔

وہ اب اس کی چیئر سے اٹھ کر باہر کی طرف جانے لگی تھی کہ رک کر سوال کیا۔

اوکے میں کر دوں گا جلد ہی، اس کی طرف دیکھتے جواب دیا اور وہ باہر کی طرف چلی گئی۔

میں بیل کے پیپر زلے کے جا رہی ہوں وہ کام ہی رہتا ہے کرنے والا، جاتی جاتی وہ کہ کر گئی تھی۔

کورٹ سے باہر آنے کے بعد اس نے اپنا فون بیگ سے نکالا اور رک کر کسی کو کال کرنے لگی۔

بیل کی آواز جا رہی تھی وہ انتظار کرنے لگی

ذوالفقار رضا کا نمبر ہو گا تمہارے پاس، بنا کسی سلام دعا کے اس نے ڈائریکٹ حیدر سے سوال کیا

اب اس کا نمبر کیوں چاہیے آپ کو، وہ بگڑا تھا۔

ٹھیک ہے مت دو اگر کوئی شخص میرے تک آیا تو میں کہہ دوں کہ وہ فائل حیدر مرتضیٰ نے کورٹ میں دی ہے، دھمکی تھی یا آگاہی وہ سمجھ نہیں سکا۔

کییییا ا ا۔۔۔آپ نے وہ فائل۔۔وہ فائل آپ نے کورٹ میں دے دی، وہ دوسری طرف ہکا بکا رہ گیا تھا۔

تو اور وہ کہاں دینی تھی، معصومیت اس کے لیے نہیں تھی پھر وہ کیوں کوشش کرتی تھی۔

دوسری طرف یقیناً وہ سر پکڑے بیٹھا ہوا ہو گا رئیسہ نے سوچا تھا کافی دیر جواب نہ آنے پر اس نے دوبارہ کہا

ذوالفقار رضا کا پرسنل نمبر دینا نہ کہ سکریٹری کا اور ذرا جلدی، اس نے کہہ کر فون بند کر دیا اس کو یقین تھا کہ کچھ دیر میں وہ نمبر اس کے پاس ہو گا۔

اس کی سوچ کے مطابق کچھ ہی دیر میں وہ نمبر اس کے پاس موجود تھا اب کو کسی لوکل پی سی او کی تلاش میں تھی۔

وہ جس پی سی او پر اس وقت موجود تھی وہاں کوئی سی سی ٹی وی کیمرہ نہیں تھا دو سے تین بار فون کرنے کے بعد آخر کار چوتھی بار فون اٹھالیا گیا۔

ذوالفقار رضا سپیکنگ، وہ مصروف تھا رئیسہ نے اندازہ لگایا۔

لاہور میں موجود آپ کی فیکٹری کے آفیشل پیپرز ڈپٹی کمشنر عثمان عالم نے گم کر دیے ہیں بلکہ یہ کہنا زیادہ مناسب ہو گا کہ بیچ دیے ہیں، اس کی بات پر ذوالفقار رضا دوسری طرف کوئی کام کرتا کرتا رکا تھا معاملہ ہی ایسا تھا۔

کون بول رہا، تیز لہجہ

اس بات کا یہاں کوئی مطلب نہیں کہ آپ سے کون اور کہاں سے مخاطب ہے اور مجھے نہیں لگتا کہ آپ جیسے انسان کو بے وقوف بنانا آسان ہے یہ کہہ کر کہ وہ فائل اس سے چوری ہو گئی ہے یا چھین لی گئی ہے مجھے لگتا ہے آپ کو اپنے فیصلے پر نظر ثانی کرنی چاہیے لاہور میں اور بھی بہت سے آپشن موجود ہیں اس پوسٹ کے لیے ایک ایسے شخص کو ڈپٹی کمشنر کے عہدے پر فائز کرنا جو ایک کاغذ تک نہ سنبھال سکتا ہو تو یہ اس انسان کی اور اس کو اس عہدے پر فائز

کرنے والے دونوں کی نااہلی ہوئی اور نقصان ہوا نہ، ذوالفقار رضا کی کوئی بھی بات سنے بنا اس نے اپنی بات مکمل کی اور فون بند کر دیا۔

اس کو یقین تھا کہ اب وہ شخص کم سے کم عثمان عالم کی بات پر تو یقین کرنے والا نہیں اور اگر وہ کر بھی لیتا تو یہ بہت بعد کا مسئلہ تھا کیونکہ رئیسہ ارسلان کو آواز بدلنے کا فن آتا تھا۔

وہ فون کریڈل پر رکھتے مڑی اس کی نظر شیشے کی طرف گئی جہاں بڑی احتیاط سے ایک کارڈ رکھا گیا تھا اس کارڈ کا کلر، رائٹنگ مشیپ پہلے کارڈ جیسی تھی جو اس کو کافی شاپ پہ ملا تھا۔

اس نے وہ شیشے اور لکڑی کے درمیان پھنسا ہوا کارڈ نکالا اس بار ایک تحریر کے علاوہ اس کارڈ پر چند نمبرز کا کوڈ تھا

"BEHIND CLOSED DOORS, STORIES UNFOLD"

کراچی میں موجود ایک ڈاک خانے کا کوڈ۔

آخر ایسا کیا راز تھا کراچی میں جس سے رئیسہ ارسلان احمد ناواقف تھی۔۔۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

جاری ہے۔۔۔

مزید بہترین ناول/افسانے/آرٹیکل/مختصر کہانیاں اور معیاری شاعری پڑھنے کے لئے نیچے دیئے گئے لنک پر کلک کریں۔

شکریہ!

www.novelsclubb.com

Clubb of Quality Content!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842